ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

48

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 تا 20 جمادی الاُخریٰ 1446ھ/ 17 تا 23 دسمبر 2024ء

اسلامی نظام کا نمونہ پیش کرنے کی ضرورت

ہر دور میں دنیا کے لیے ضرورت رہی ہے کہ ایک مکمل معاشرہ' ایک ملت اور ایک عالمگیر دعوت کی سطح پر اسلامی زندگی پائی جائے۔ یہ کہنا کافی اور مفید نہیں کہ صاحب' کتابوں کے اندر پورا اسلام موجود ہے' دیکھ لیجیے' پڑھ لیجیے! یا آپ کہیں کہ اگر آپ کو معلوم کرنا ہو کہ اللہ شناسی کیا ہوتی ہے' اللہ کا خوف کیا ہوتا ہے' اچھے اخلاق کیا ہوتے ہیں' تو ہم آپ کو فلاں بزرگ سے ملا دیں گے۔ اس سے دنیا ہدایت نہیں پاتی اور دنیا میں کوئی انقلاب رونما نہیں ہوتا۔ دنیا اُس وقت توجہ اور غور کرنے پر مجبور ہوتی ہے' جب پورے معاشرہ کی سطح پر' پورے تمدن کی سطح پر' عالمگیر اسٹیج پر (جس پر تمام دنیا کی نگاہیں پڑتی ہیں) صحیح اور مکمل اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کیا جائے۔ قوموں اور ملکوں کی نگاہیں یہ اندازہ لگا سکیں کہ اسلام کا عقیدہ انسان کی زندگی میں یہ تبدیلی پیدا کر سکتا ہے' اللہ کے یہاں سے آئی ہوئی روشنی اور ہدایت کا نور اس کی زندگی کو اس طرح چمکاتا اور سنواتا ہے' وہ یہ دیکھ سکیں کہ شریعت کی تعلیمات کس طرح کا معاشرہ پیدا کرتی ہیں' کس طرح کے اخلاق پیدا کرتی ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو' اس وقت تک انسانیت کیا' انسانیت کا کوئی چھوٹا سا کنبہ اور عالم انسانی کا ایک چھوٹا سا گوشہ بھی اسلام کی طرف توجہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

تحفۂ پاکستان
مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 437 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 44850 سے زائد، جن میں بچے: 18150،
عورتیں: 13840 (تقریباً)۔ زخمی: 108000 سے زائد

اس شمارے میں

پاکستان کا مطلب کیا......
اللہ سے خیر کیسے طلب کریں!
کیا اب ''شام'' میں سحر طلوع ہوجائے گی؟
شام کی صورتحال اور پاکستان کے لیے سبق
روحِ امم کی حیات، کشمکشِ انقلاب
......خطبہ حجۃ الوداع عظیم ہے

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1113

قارون کی ہلاکت: دنیا کے لیے نشانِ عبرت

سُورۃُ القَصَص — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 81، 82

فَخَسَفۡنَا بِہٖ وَ بِدَارِہِ الۡاَرۡضَ ۟ فَمَا کَانَ لَہٗ مِنۡ فِئَۃٍ یَّنۡصُرُوۡنَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ٭ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصۡبَحَ الَّذِیۡنَ تَمَنَّوۡا مَکَانَہٗ بِالۡاَمۡسِ
یَقُوۡلُوۡنَ وَیۡکَاَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ ۚ لَوۡ لَاۤ اَنۡ مَّنَّ اللّٰہُ عَلَیۡنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیۡکَاَنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾

آیت ۸۱: ﴿فَخَسَفۡنَا بِہٖ وَ بِدَارِہِ الۡاَرۡضَ قف﴾ ’’تو ہم نے اُسے اور اُس کے محل کو زمین میں دھنسا دیا۔‘‘

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قارون ’’خسف فی الارض‘‘ کے عذاب کا شکار ہو گیا۔

﴿فَمَا کَانَ لَہٗ مِنۡ فِئَۃٍ یَّنۡصُرُوۡنَہٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ز﴾ ’’تو اُس کے لیے نہ تو کوئی ایسا لشکر تھا جو اُس کی مدد کرتا اللہ کے مقابلے میں‘‘

﴿وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُنۡتَصِرِیۡنَ ﴿۸۱﴾﴾ ’’اور نہ وہ خود اس قابل تھا کہ بدلہ لینے والوں میں ہوتا۔‘‘

وہ اپنے لاؤ لشکر اور تمام تر جاہ و جلال کے باوجود اس قابل نہ تھا کہ (معاذ اللہ!) اللہ تعالیٰ سے اپنی بربادی کا انتقام لے سکتا۔

آیت ۸۲: ﴿وَ اَصۡبَحَ الَّذِیۡنَ تَمَنَّوۡا مَکَانَہٗ بِالۡاَمۡسِ یَقُوۡلُوۡنَ﴾ ’’اور جن لوگوں نے کل اس کے مرتبے کی تمنا کی تھی اب وہ یوں کہہ رہے تھے‘‘

﴿وَیۡکَاَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ ۚ﴾ ’’ہائے افسوس! اللہ ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور وہی تنگ کرتا ہے۔‘‘

رزق کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہوا ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے۔

﴿لَوۡ لَاۤ اَنۡ مَّنَّ اللّٰہُ عَلَیۡنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ﴾ ’’اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔‘‘

یعنی ہم نے بھی اُس جیسی دولت اور شان و شوکت کی خواہش کی تھی‘ اس لیے عین ممکن تھا ہمیں بھی وہی سزا ملتی‘ مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں اس انجام سے بچا لیا۔

﴿وَیۡکَاَنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾﴾ ’’افسوس! کہ کافر بالکل فلاح نہیں پائیں گے۔‘‘

درس حدیث
اللہ کی جنت سے محروم حاکم

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) (متفق علیہ)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ’’جس بندے کو حاکم بنا کر رعیت اس کے سپرد کر دی جائے اگر اسے ایسی حالت میں موت آئے کہ رعیت و عوام میں خیانت کا ارتکاب کرتا رہا ہو تو ایسے حاکم پر اللہ تعالیٰ اپنی جنت حرام کر دیتا ہے۔‘‘

تشریح: اسلامی مملکت میں سربراہ مملکت کا فرض ہے کہ وہ اپنے منصب پر رہتے ہوئے صرف وہی کام کرے جو شریعت نے اُسے تفویض کیے ہیں۔ اپنی پسند یا ناپسند کے پیش نظر کوئی فیصلہ نہ کرے۔ ہر ایک کو عدل فراہم کرنا ہی اُس سے مطلوب و مقصود ہے۔ کسی سے ناانصافی نہ کرے۔ رعایا کے جائز اور قانونی کاموں کی انجام دہی میں آسانیاں اور نرمی کے اسباب پیدا کرے اور کوئی ایسا حکم جاری نہ کرے جو قانوناً اور شرعاً ناجائز ہو۔ اگر وہ اپنی رعایا کے لیے یا اپنی آسانی کے لیے مشکلات پیدا کرے گا تو اُس کے لیے بڑی وعید ہے کہ وہ اللہ کی جنت سے محروم رہ جائے گا۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

14 تا 20 جمادی الاخریٰ 1446ھ جلد 33
17 تا 23 دسمبر 2024ء شمارہ 48

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم

مجلس ادارت: ● رضاء الحق ● فرید اللہ مروت ● وسیم احمد باجوہ ● محمد رفیق چودھری

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کا مطلب کیا......

اگرچہ عام طور یہ تصور پایا جاتا ہے کہ دنیا میں پاکستان اور اسرائیل کی ریاستیں مذہب کی بنیاد پر قائم کی گئی نظریاتی ریاستیں ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف پاکستان موجودہ دور میں واحد ریاست ہے، جسے اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا جبکہ اسرائیل کو نسل پرستی کی بنیاد پر قائم کیا گیا اور آج بھی اس کا وجود انہی خطوط پر ہے۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عملی طور پر پاکستان آج ایک سیکولر ریاست کی مانند ہے جسے بظاہر اسلامی رنگ میں رنگنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن دوسری طرف اسرائیل ایک ناجائز صہیونی نسلی ریاست ہونے کے باوجود اپنے نظریات پر قائم ہے اور انتہائی فعال انداز میں اپنی تحریف شدہ مذہبی کتابوں کی روشنی میں گریٹر اسرائیل کی جانب تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔

پاکستان کو اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ مملکتِ خداداد جدید دور کی ایک حقیقی اور مکمل اسلامی فلاحی ریاست ہو گی جس پر علامہ اقبال اور قائداعظم کے بیانات وتقاریر دلالت کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد قراردادِ مقاصد کا منظور ہو جانا اور تمام مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے چوٹی کے 31 علماء کا 22 نکات پر متفق ہو جانا کہ ان کے مطابق پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے تو کسی مکتبۂ فکر کو کوئی اعتراض نہیں، یہ سب پاکستان کے قیام میں اسلام کے کلیدی کردار کا واضح ثبوت ہیں۔ موخر الذکر دستاویز نے ان عناصر کو مدلل جواب دے دیا جو یہ کہتے تھے کہ مختلف مسالک میں سے کس کا اسلام نافذ ہوگا؟

ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ پاکستان کا قیام اسلامی ملک کے طور پر ہوا تھا، جب کہ دوسری طرف ہمسایہ ملک بھارت کو دیکھیں تو اس کا قیام سیکولرازم کی بنیاد پر ہوا تھا۔ بھارت کے قیام کے وقت امبیڈکر کا آئین اور گاندھی جی کی شخصیت اس پر گواہ ہیں۔ پھر یہ کہ گاندھی کو قتل کرنے والا نتھو رام گوڈسے ایک انتہا پسند ہندو تھا۔ تاہم حالات کی ستم ظریفی یہ ہے کہ پاکستان "اسلامک ٹچ" لینے کے باوجود آج تیزی سے سیکولرازم کی طرف گامزن نظر آتا ہے جبکہ بھارت ایک خالص ہندو مذہبی ریاست کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے جس کا نصب العین ہندوتوا اور مقصد اکھنڈ بھارت کا قیام ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ بھارت میں انتہا پسند ہندوازم ایک "ڈیپ سٹیٹ" کی صورت اختیار کر گیا ہے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔

ایک اور حقیقت یہ بھی ہے کہ نہ صرف اس خطے میں بلکہ دنیا بھر میں کہیں بھی کوئی ایک بھی حقیقی اسلامی ریاست موجود نہیں ہے۔ عرب ممالک میں سے کسی ملک میں جو اسلام کی جائے پیدائش ہیں، نہ اسلامی انقلاب کے بعد کے ایران میں، جسے عالمی سطح پر بہت شہرت حاصل ہوئی۔ اگرچہ تین سال قبل قائم ہونے والی امارت اسلامیہ افغانستان ایک اسلامی ریاست بننے کی طرف قدم بڑھا رہی ہے لیکن ابھی وہ بھی اس معیار پر پورا نہیں اترتی۔

ان حالات میں ہماری بنیادی توجہ پاکستان پر مرکوز ہونی چاہیے۔ پاکستان 1947ء میں ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کے نعرے کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ گویا پاکستان میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے نظام کو مکمل طور پر نافذ و قائم کردینے کے لیے بنیادی کام ابتدا سے ہی مکمل کرلیا گیا۔ بہرحال جب تک پاکستان میں موجودہ فرسودہ باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر یہاں اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم و نافذ نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک مملکت کا نظم ونسق چلانے کے لیے ملک میں صاف اور شفاف جمہوریت مارشل لاء سے کہیں بہتر ہے۔ جب تک پاکستان میں پارلیمانی جمہوری نظام رائج ہے، اس وقت تک الیکشن اس کا ناگزیر حصہ ہوں گے۔ ملک میں امن وامان کے قائم رکھنے اور سیاسی و معاشی استحکام کے لیے اس ''قبل از اسلامی انقلاب دور'' میں صاف، شفاف اور منصفانہ الیکشن کا انعقاد ضروری ہے۔ پھر جس پارٹی کو بھی زیادہ ووٹ ملیں اور وہ زیادہ سیٹیں حاصل کرے، اس کو حکومت بنانے اور چلانے دی جائے۔ یہاں ہم یہ بات ایک مرتبہ پھر واضح کرتے چلیں کہ ہمارے نزدیک الیکشن کی سیاست کے ذریعے موجودہ فرسودہ باطل نظام کو بدلا نہیں جاسکتا کیونکہ الیکشن میں محض چہرے ہی بدلتے ہیں۔ البتہ جب تک پاکستان میں پارلیمانی جمہوری نظام کے تحت الیکشن کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تو ہمارے نزدیک درج ذیل معاملات اور شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس مملکت خداداد کا نام ہم نے رکھا تو اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، لیکن درحقیقت اس میں نہ اسلام نظر آتا ہے اور نہ حقیقی جمہوریت۔ اس مملکت کا استحکام اور اس کی بقا درحقیقت اسلام ہی سے وابستہ ہے۔ پھر یہ کہ ریاستی جبر سے اگر دبانے کی کوششیں کی جائیں گی تو نفرتوں کو بڑھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اور جو مملکتِ خداداد پاکستان کے لیے قطعاً سود مند ثابت نہیں ہوسکتا۔ چاہے وہ ریاستی جبر بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے لوگوں کے ساتھ ہو یا کسی مخصوص جماعت کے سیاسی کارکنوں کے ساتھ۔

ہماری رائے میں ریاستی اداروں کو چاہیے کہ وہ آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اسٹیبلشمنٹ کے افراد ہوں، عسکری اداروں کے لوگ ہوں یا عدالتوں کے ججز ہوں، سب آئین اور قانون کے دائرے میں رہ کر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ دوسری طرف عوامی رائے کی بہرحال ایک اہمیت ہے، ہاں مادر پدر آزاد رائے کے ہم قائل نہیں ہیں۔ آئین کے مطابق حکومت کرنا عوام کے منتخب نمائندوں کے پاس ایک مقدس امانت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کی گئی ہے۔ لہٰذا کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے منافی نہیں کی جاسکتی۔ دوسری طرف سیاسی جماعتیں ہی کیوں نہ ہوں، اگر ان کی طرف سے اس ٹکراؤ کی طرف پیش قدمی ہے تو یہ قطعاً ریاست کے لیے مفید نہیں ہے اور اگر جبر کرکے اس کو ٹکراؤ تک پہنچانے کی کوشش، ریاستی اداروں کی طرف سے کی جائے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ ملک کی سلامتی کے لیے نفرتوں کا خاتمہ بے حد ضروری ہے۔

سیاست دانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا فرض ہے کہ ملک وقوم پر رحم کریں اور جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، گالم گلوچ اور مفاد پرستی سے دور رہیں۔ ماضی میں حکومتیں بنانے اور گرانے کے لیے ہارس ٹریڈنگ اور فلور کراسنگ کو استعمال کیا گیا ہے لہٰذا اس روش کو ختم کیا جائے۔ سیاست دانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اقتدار کے حصول کے لیے اسٹیبلشمنٹ کی طرف نہ دیکھیں۔ اسٹیبلشمنٹ کو شام میں حالیہ واقعات سے بھی سبق سیکھنا چاہیے کہ عوام پر ظلم و جبر کی فضا پیدا کرنے کا نتیجہ بالآخر انتشار وافتراق کی صورت میں ہی نکلتا ہے اور آمریت چاہے چھپی ہو یا کھل کر سامنے آئے، اُس کا ملک وقوم کو نقصان اور دشمن کو فائدہ پہنچتا ہے۔

آج شدت سے اس بات کی ضرورت ہے کہ قوم کے اندر حقیقی ایمان اجاگر کرنے کے لیے محنت کی جائے اور وہ درحقیقت قرآن کریم کے ذریعے ہوگی جس کو آج ہم نے فراموش کر رکھا ہے۔ الا ماشاء اللہ! ایمان کا تقاضا سچی توبہ کرنا بھی ہے اور ہماری اجتماعی توبہ یہ ہوگی کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد کریں۔ مذہبی اور دینی سیاسی جماعتوں کو بھی چاہیے کہ انتخابی سیاست کے راستے کو چھوڑ کر، منہج انقلاب نبوی ﷺ سے رہنمائی لیں اور نظام کو بدلنے کے لیے انقلابی جدوجہد کا آغاز کریں۔

یہ ملک ہم نے اس لیے حاصل کیا تھا کہ اس میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کو قائم اور نافذ کریں گے۔ تاکہ اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو اور دنیا کے سامنے ایک حقیقی اسلامی حکومت کا نمونہ پیش کیا جاسکے۔ ہمیں اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہوگا۔ یہ کام پوری قوم کے مل کر شروع کرنے کا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پاکستان میں نفاذ شریعت کے لیے اپنا تن من دھن لگادیں۔ آمین!

اللہ سے خیر کیسے طلب کریں!

(قرآن واحادیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف کے 6 دسمبر 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیاتِ قرآنی کے بعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ المومن میں فرمایا:

''اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے۔'' (المومن:60)

اللہ کے رسول ﷺ نے اسی آیت کی یہ شرح بیان فرمائی کہ:

((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)) ''دعا عبادت کا جوہر ہے۔''

اصل میں دعا بندے کا رب کے ساتھ رابطے کا ذریعہ ہے۔ دعا میں بندہ اپنے رب کے سامنے براہ راست اپنی بات رکھتا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس بات کی ضمانت ہے کہ وہ دعا کو قبول فرمائے گا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

''اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔'' (البقرہ:186)

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بعض دعائیں اس امت کے استفادہ کے لیے نقل فرمائی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے 900 کے قریب دعائیں تعلیم فرمائی ہیں جن کا ذکر احادیث میں ہمیں ملتا ہے۔ ان سے ہمیں استفادہ کرنا چاہیے۔

آج کی نشست میں ان شاء اللہ ہم دعائے استخارہ کی بابت احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں جاننے کی کوشش کریں گے کیونکہ استخارہ کے نام پر آج کل معاشرے میں بہت غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں، خاص طور پر سوشل میڈیا کی آمد کے بعد تو گویا استخارہ ایک ایسا عمل بن گیا ہے کہ چٹکی بجاتے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ ادھر آپ نے سوال کیا، اُدھر جواب آ گیا کہ جی فلاں صاحب نے استخارہ کر لیا ہے اور فلاں کام غلط ہے اور فلاں صحیح ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے جو عام ہو رہا ہے۔

اصل میں استخارہ کیا ہے؟

احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں استخارہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ایسی دعا ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے کسی معاملے (ملازمت، کاروبار یا شادی وغیرہ) میں مشورہ کرتا ہے۔ اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے باقاعدہ طریقہ بھی بتایا کہ یہ دعائے استخارہ کیسے کرنی ہے۔ اصل میں ہم اللہ کے بندے ہیں اور ہمیں اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کرنے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی کارساز اور مسبب الاسباب نہیں ہے۔ سوائے اللہ کے کسی کے پاس غیب کا علم نہیں ہے۔ وہی ہمارا خالق اور مالک ہے اور اسے ہی علم ہے کہ کیا چیز ہمارے لیے اچھی ہے اور کیا بری ہے۔ بندے کو خود اس بارے میں کامل علم نہیں ہوتا۔ دعائے استخارہ میں اسی بات کا شعوری طور پر اعتراف سب سے پہلے کیا جاتا ہے: ''اے اللہ میں تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے ہی تیری

مرتب: ابوابراهیم

قدرت کے ذریعہ قدرت طلب کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضلِ عظیم مانگتا ہوں، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا علم رکھنے والا ہے۔''

اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرنے کی اتنی بڑی فضیلت اور اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المومن میں اپنے ایک بندے کی کم وبیش دو رکوعوں پر مشتمل تقریر کو نقل فرمایا ہے جو اس نے فرعون کے دربار میں کی تھی۔ اپنی تقریر میں وہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے اور کفر وشرک کی حقیقت واضح کرنے کے بعد آخری بات یہ بیان کرتا ہے:

﴿فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝﴾ (المومن)

''تو عنقریب تم یاد کرو گے (یہ باتیں) جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور میں تو اپنا معاملہ اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ اللہ یقیناً اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو جائز اسباب اختیار کرنے کے بعد اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرنے کا جو طریقہ صحیح ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ نے دعائے استخارہ کی صورت میں ہمیں تعلیم کیا ہے۔

استخارہ کا نبویؐ طریقہ

عام طور پر تو یہ چل رہا ہے کہ والدہ کا نام پوچھا، کچھ قواعد پوچھے اور پھر ساتھ ہی کہہ دیا کہ استخارہ ہو گیا ہے، آپ کا کام ٹھیک ہو جائے گا یا کہہ دیا کہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ حالانکہ دعائے استخارہ کا یہ طریقہ بالکل نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جو تعلیم ہمیں فرمائی ہے؟ اس کے مطابق استخارہ ایک دعا ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے دعا کرتا ہے اور اپنے کسی معاملے میں اللہ سے رہنمائی اور ہدایت چاہتا ہے کہ اگر وہ کام بندے کے حق میں بہتر ہو تو اس کو اللہ آسان بنادے اور اگر اس کے حق میں بہتر نہ ہو تو اس کو بندے سے دور فرمادے۔ استخارے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ کوئی کام ہمارے لیے خیر کا باعث ہے یا شر کا۔ گویا یہ اللہ کی بارگاہ میں خیر کو طلب کرنے کی ایک درخواست ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر کام کرنے سے پہلے استخارہ کی تعلیم اس اہتمام سے فرماتے تھے کہ جیسے قرآن کی کوئی سورۃ سکھا رہے ہوں۔ یعنی استخارہ کی ایک مسلمان کی زندگی میں اس قدر اہمیت اور فضیلت ہے لیکن آج ہم میں سے کتنے مسلمان اس سنت کا اہتمام کرتے ہیں؟ ہم اپنے بچوں کو قرآن سکھانے کا اہتمام تو کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے لیکن کیا ہم اتنا ہی اہتمام استخارہ سکھانے کا بھی کرتے ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ تو یوں تعلیم فرماتے

ہیں کہ جب کسی کو کوئی کام آپڑے تو دو نفل اللہ کی بارگاہ میں نماز پڑھے اور پھر دعائے استخارہ پڑھے۔ اس دعا کا اہتمام ہمیں خود بھی کرنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی سکھانا چاہیے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے اور ہر کام میں اس سے خیر طلب کرنی چاہیے۔ اس لحاظ سے استخارہ کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے (ہر کام کرنے سے پہلے) استخارہ کرلیا وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوگا اور نہ نقصان اُٹھائے گا۔ استخارہ کرنا نیک نیتی کی علامت ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں سوالی بن جانا ہماری نیت کو خالص کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسروں سے اُمیدیں ختم ہیں اور ہم اپنا سارا توکل اور بھروسا اللہ تعالیٰ پر کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ اس کا بندہ صرف اسی سے مانگے اور اسی پر توکل کرے۔ سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں فرمایا:

''اور ہم نے موسیٰ ؑ کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا کہ میرے سوا کسی کو کارساز (کام بنانے والا) نہ ٹھہراؤ۔''

بندہ اس کیفیت میں جب اللہ کی بارگاہ میں ہوتا ہے تو اللہ کی قدرت اس پر مہربان ہوتی ہے۔ استخارہ نہ کرنا بدقسمتی ہے۔ استخارہ کا طریقہ بہت ہی آسان ہے۔ حدیث میں ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اور پھر یہ دعا پڑھی جائے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے کام کا تصور کرے) خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَ يَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ، وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے کام کا تصور کرے) شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ، وَ اقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ)) (بخاری)

ترجمہ: ''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں اور میں طاقت مانگتا ہوں تیری قدرت کی برکت سے، اور میں تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو چھپی ہوئی چیزوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں میرا یہ کام بہتر ہے میرے لیے، میرے دین اور میری معیشت میں اور میرے انجام کار میں تو مقدر کر اس کو اور آسان کر اس کو میرے لیے، پھر مجھے بھی برکت عطا کر اور اگر تیرے علم میں یہ کام برا ہے، میرے لیے، میرے دین اور میری معیشت میں اور میرے انجام کار میں، پس تو دور کردے اس کو مجھ سے اور دور کردے مجھے اس سے اور مقدر کردے میرے لیے خیر جہاں کہیں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کردے۔''

جہاں پر ((ھذا الامر)) کے الفاظ آتے ہیں وہاں اپنے کام کو ذہن میں لائے۔ دعا کے باقی سارے الفاظ اس کیفیت کی ترجمانی کرتے ہیں جس میں بندہ اپنے رب سے کسی کام کے بارے میں خیر طلب کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ وحی کے ذریعے حضور ﷺ پر نازل ہوئے ہیں۔ ایک وحی متلو ہے اور ایک غیر متلو ہے۔ حضور ﷺ کا جو بھی فرمان ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝۴﴾ (النجم) ''اور یہ (جو کچھ کہہ رہے ہیں) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

''لہٰذا جو بھی حضور ﷺ نے تفویض کیا ہے اس میں خیر ہی خیر ہے۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرلو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کرلیا کرو۔ اس کے بعد غور کرو جو بات تمہارے دل میں آئے اسی میں بھلائی ہے۔''

اس سے ایک اور نوعیت واضح ہو گئی کہ دعائے استخارہ سنت کے مطابق کرنے کے بعد انسان اس معاملے پر غور و فکر کرے جو درپیش ہے تو اللہ اس کے دل میں وہ بات ڈال دے گا جس میں اس کے لیے خیر ہوگی۔

یہ دعا سورۃ فاتحہ سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ سورہ فاتحہ میں بھی بندہ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے، اس کے بعد اپنی غرض اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے کہ اے اللہ! سیدھے راستے کی جانب میری رہنمائی فرما۔ وہاں پر بھی صرف اللہ سے ہی مدد چاہتا ہے اور اسی کی بندگی کا عہد کرتا ہے۔ دعائے استخارہ میں بھی بندہ پہلے اللہ کے سامنے اپنے بے علمی، بے خبری، بے بضاعتی اور بے بسی کا اعتراف کرتا ہے اور پھر اللہ سے مدد اور ہدایت طلب کرتا ہے کہ فلاں کام اگر میرے حق میں بہتر ہے تو اسے میرے لیے ممکن بنادے۔

اہم چیز یہ بھی نوٹ کیجیے کہ عام طور پر جب ہم کوئی کام کرنے لگتے ہیں تو اس میں سب سے پہلے دنیوی فائدہ دیکھتے ہیں لیکن دعائے استخارہ میں دنیوی فائدہ کے ساتھ ساتھ دینی اور اُخروی فائدہ بھی مطلوب ہے۔ ہم نے ہمیشہ دنیا میں ہی نہیں رہنا، انجام کار اس دنیا سے جانا ہے اور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اصل کامیابی اس کی ہوگی جو آخرت میں کامیاب ہوا۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ﴾ (آل عمران:185) ''تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کردیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہوگیا۔''

دعائے استخارہ میں (وَعاقبة أَمري) کے الفاظ اُخروی انجام کو بھی مدنظر رکھے ہوئے ہیں۔ یعنی بندہ اللہ سے التجا کرتا ہے کہ جو کام میں کرنے جارہا ہوں وہ اُخروی انجام کے لحاظ سے بھی میرے لیے بہتر ہو تو اسے میرے لیے آسان بنادے اور اگر ان تینوں (معاشی، دینی اور اُخروی) لحاظ سے میرے حق میں بہتر نہیں ہے تو اُسے مجھ سے دور فرمادے اور میرے مقدر میں وہ لکھ دے جو ان تینوں لحاظ سے بہتر ہو۔

اس دعا کے الفاظ حضور ﷺ کے سکھائے ہوئے ہیں، آپ ﷺ سے بہتر دعا مانگنے والا کون ہوگا؟ جب ہم جانتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کے الفاظ ہیں تو پھر ہمیں اس دعا کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہیے اور اس دعا کو یاد بھی کرنا چاہیے، اپنے بچوں کو بھی سکھانا چاہیے۔

دعائے استخارہ کے حوالے سے غلط فہمیاں

شیطان کا مشن ہے کہ بندے کو دین کی اصل سے دور کردے اور اسے بدعات میں ایسا اُلجھا دے کہ عبادت کے جوہر سے محروم ہو جائے۔ لہٰذا دعائے استخارہ میں بھی شیطان نے کئی پیوند لگا دیے کہ جناب پہلے دو رکعت پڑھ کر کسی سے بات کیے بغیر دائیں کروٹ قبلہ رُخ ہو کر سونا ضروری ہے ورنہ استخارہ کا فائدہ نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ لیٹنے کے بعد خواب کا انتظار کیجیے! اگر خواب میں فلاں رنگ نظر آئے تو یہ ہوگا، فلاں نظر آئے تو فلاں ہوگا، ہری بتی نظر آئے تو یہ کرلو، پیلی نظر آئی تو فلاں کرلو۔ یہ سب فضولیات ہیں۔ حدیث میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام ؓ کے عمل سے ثابت ہے۔ حقیقت میں دعائے استخارہ کے ذریعے بندہ اپنی عاجزی، بے علمی، بے بضاعتی اور بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے علیم کل اور قادر مطلق اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہتا ہے اور اپنے معاملہ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے:

﴿وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ﴾ (المومن:44) ''اور میں تو اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

دعائے استخارہ کے ذریعے آپ نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردیا۔ اب جس چیز میں آپ کے لیے خیر ہوگی وہ اللہ آپ کے لیے آسان کردے گا اور جب بندہ دل

سے دعا کرتا ہے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد اور رہنمائی نہ کرے۔

علماء نے بعض چیزوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں دعائے استخارہ کے ضمن میں یاد رکھنا چاہیے۔ اوّل یہ کہ دعائے استخارہ کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں ہے، بلکہ مکروہ اوقات کے سوا 24 گھنٹے میں کسی وقت بھی یہ دعا کی جاسکتی ہے۔

جہاں تک دوسروں سے استخارہ کروانے کی بات ہے تو احادیث میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دعا کے الفاظ ہی واضح کرتے ہیں کہ یہ دعا بندے نے خود اپنے رب سے کرنی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام ؓ کے دور میں بھی ایسی کسی روایت کا ثبوت موجود نہیں کہ انہوں نے کسی سے استخارہ کروایا ہو۔ حالانکہ حضور ﷺ سے بہتر استخارہ کون کرسکتا تھا مگر صحابہ کرام ؓ نے کبھی نہیں کہا کہ ہمیں یہ مسئلہ درپیش ہے، آپ ﷺ ہمارے لیے استخارہ کر دیجیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی اور سے استخارہ کروانا سنت یا مستحسن عمل ہرگز نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے جس کو حاجت ہو، دعا اُس کے دل سے نکلتی ہے تو وہ اثر بھی رکھتی ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جناب ہم تو بڑے گنہگار ہیں، ہم کس منہ سے استخارہ کریں، آپ ذرا نیک آدمی ہیں لہٰذا آپ استخارہ کیجیے! اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ اگر ہم گنہگار ہیں تو کیا ہمیں توبہ نہیں کرنی چاہیے؟ اللہ کے سامنے جھکنے میں ہمیں کیوں شرمندگی ہو رہی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہ دعا اللہ کے نبی ﷺ نے سکھائی ہے۔ کیا آپ ﷺ نے ایسی کوئی شرط عائد کی ہے کہ جو متقی ہوگا وہی یہ دعا کرے؟

توبہ کا دروازہ سب کے لیے کھلا ہوا ہے۔ سچی توبہ کریں اور رب سے مغفرت کی اُمید رکھیں، آئندہ کے لیے اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور رب سے دعا بھی کریں۔ اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام کریم ہے اور کریم کا مفہوم یہ بتایا گیا کہ وہ ذات جو بغیر کسی استحقاق اور قابلیت کے بھی عطا کرتی ہے۔ لہٰذا اپنی نالائقی، نااہلی، گناہوں کے باوجود یا کریم یا کریم کہہ کر اللہ سے مانگیں، شیطان کے بہکاوے میں ہرگز نہ آئیں اور استخارہ خود کریں۔

استخارہ کا خواب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ استخارہ میں آپ صرف اپنے رب سے اپنے فیصلے میں خیر طلب کرتے ہیں، اگر وہ کام ہونا ہوتا ہے تو ہو جاتا ہے، ورنہ نہیں ہوتا۔ کسی بھی حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ استخارہ کے بعد خواب میں جو نظر آئے گا اس کے مطابق کرنا ہے۔ ان چکروں میں پڑ کر کتنی بچیوں کے رشتے رُکے ہوتے ہیں اور وہ گھر میں بیٹھی رہتی ہیں۔ احادیث میں تعلیم یہ ہے کہ جس کا کام ہو وہ خود استخارہ کرے اور پھر دیکھے کہ دل کس بات پر مطمئن ہو رہا ہے۔ اگر ایک بار استخارہ سے دل کسی بات پر یکسو نہ ہو رہا ہے تو بار بار استخارہ کریں۔ حدیث ہم نے پڑھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابی ؓ کو سات بار استخارہ کرنے کی تعلیم دی۔ سات دن روزانہ استخارہ کرلیں یا وقت کم ہے تو دو دو رکعت پڑھ لیں اور ہر دو رکعت کے بعد دعا استخارہ مانگ لیں۔ سنت طریقے یہی ہیں، ان کے علاوہ جتنے بھی طریقے لوگوں نے رائج کر رکھے ہیں وہ سب خلافِ سنت ہیں۔ مثلاً پاؤں کا رُخ مڑ جائے یا کچھ اور ہو جائے، پاؤں ہل جائے وغیرہ وغیرہ۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خود انسان کے دل کا رجحان ایک طرف ہو جاتا ہے۔ بس جس طرف رجحان ہو جائے وہ کام کرلیں لیکن اگر بالفرض دل میں کشمکش ہو تو تب بھی استخارہ کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اس لیے کہ بندے کے استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ قادر ہے جو بندے کے حق میں بہتر ہو وہ کر دے۔ اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کی خیر ہوتی ہے اور خیر کس میں ہے انسان کو پتہ نہیں ہوتا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہری اعتبار سے لگتا ہے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نظر نہیں آتا، دل کے مطابق نہیں ہے، اب بندہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتا ہے کہ یا اللہ! میں نے تو استخارہ کیا تھا مگر کام وہ ہو گیا جو میری طبیعت کے خلاف ہے اور بظاہر اچھا معلوم نہیں ہو رہا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا قول ملتا ہے: انہوں نے فرمایا: ''ارے نادان! تو اپنی محدود عقل سے سوچ رہا ہے لیکن جس کے علم میں ساری کائنات کا نظام ہے وہ جانتا ہے کہ تیرے حق میں کیا بہتر ہے۔ اس نے جو کیا وہی تیرے حق میں بہتر تھا اور بعض اوقات دنیا میں انسان کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے حق میں کیا بہتر تھا اور بعض اوقات ساری زندگی پتہ نہیں چلتا مگر آخرت میں جا کر لازماً پتہ چل جائے گا۔ اس لیے انسان کو رب کی رضا میں ہی راضی رہنا چاہیے۔

یہ بھی خیال رہے کہ صرف استخارہ پر اکتفا نہیں کرنا۔ استخارہ کے ساتھ ایک دوسرا لفظ استشارہ بھی آتا ہے۔ استشارہ مشورہ کرنے کو کہتے ہیں۔ جو معاملہ درپیش ہے اس کے ماہرین سے مشاورت کی جائے۔ مشورہ کرنا بھی دین کی تعلیمات میں سے ہے۔ اسباب کے درجے میں مشورہ بھی شامل ہے اور تحقیق اور چھان بین بھی ہے۔ اسی طرح اگر آپ کو کوئی فوری نوعیت کا کام پڑ گیا ہے، اور آپ ایسی جگہ ہیں جہاں آپ استخارہ نہیں کر سکتے تو مختصر الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے خیر مانگنے کے الفاظ بھی احادیث میں آئے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ)) ''اے اللہ! تو میرے لیے خیر کا فیصلہ فرما دے اور اسے میرے لیے پسند فرما دے۔''

اسی طرح صحیح مسلم میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ)) ''اے اللہ! تو مجھے ہدایت فرما دے اور مجھے سیدھے راستے پر قائم رکھ۔''

یہ بھی بہت جامع الفاظ ہیں۔ یعنی جو بھی کام اس وقت مجھے درپیش ہے اس میں اللہ کی طرف سے مجھے ہدایت بھی مل جائے اور میں سیدھے راستے پر بھی رہوں۔

ترمذی شریف میں یہ الفاظ آئے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ)) ''اے اللہ جو صحیح راستہ ہے وہ میرے دل میں القا کر دیجیے۔''

ان دعاؤں میں سے جو دعا یاد ہو تو فوری نوعیت کے معاملات میں پڑھ لی جائے اور اگر عربی میں دعا یاد نہ ہو تو اردو میں ہی اللہ سے دعا مانگ لی جائے۔ اگر زبان سے نہ کہہ سکیں تو دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے التجا کریں۔ چنانچہ اپنے معاملات میں اللہ سے مشورہ کرنا ایک مومن کا شیوہ ہے لیکن آج کتنی بڑی اکثریت اس نعمت سے محروم ہے۔ حالانکہ اس میں ہمارا اپنا ہی دنیوی اور اُخروی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم ایس سی زوالوجی کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-6977921

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم بی ایس آنرز باٹنی لیکچرر سیمی گورنمنٹ کالج، صوم وصلوٰۃ کی پابند، عقیدہ اہل سنت والجماعت کو بااخلاق لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ ترجیحاً لاہور کے رہائشی ہی رابطہ فرمائیں۔

برائے رابطہ: 0300-4080611

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

کیا اب ”شام“ میں سحر طلوع ہو جائے گی؟

ایوب بیگ مرزا

امتِ مسلمہ میں بگاڑ کا آغاز تو خلافت کے ملوکیت میں تبدیل ہونے کے بعد سے ہی شروع ہو گیا تھا لیکن پھر بھی عرب اور ہند و سندھ میں مسلمانوں میں بے شمار ایسے حکمران گزرے ہیں جو خوفِ خدا بھی رکھتے تھے اور اپنی رعایا کی شب و روز خدمت بھی کرتے تھے۔ جیسے بنواُمیہ میں عمر بن عبدالعزیزؒ اور بنوعباس میں ہارون رشید ہندوستان میں التمش اور اورنگزیب وغیرہ اسی طرح مختلف تاریخ کے ادوار میں بڑے مثالی مسلمان حکمران گزرے ہیں لیکن حکمرانی کا وہ معیار جو خلافت راشدہ میں قائم کیا گیا تھا، بحیثیت مجموعی تنزلی کا شکار ہوتا چلا گیا۔ اگرچہ خلافت کا لاحقہ عرب اور اُن کی قائم کردہ بڑی سلطنت میں حکمرانوں کے نام کے ساتھ لگا رہا البتہ بادشاہی کروفر بڑھتا چلا گیا اور اقتدار کے قیام اور دوام کے لیے ہر قسم کا ظلم وتشدد بھی روا تھا۔

عوام اور ریاست سے توجہ ہٹا کر مسلمان حکمرانوں کا اپنی ذات اور اقتدار کی طوالت اور استحکام پر فوکس کرنے سے ریاستیں کمزور پڑنا شروع ہو گئیں۔ اس ضعف کو دور کرنے کے لیے مسلمان حکمرانوں نے غیروں سے مدد لینا شروع کر دی جس سے اُنہیں مسلمان ریاستوں کے اندرونی اور داخلی معاملات میں مداخلت کے مواقع ملنے لگے۔ یہ مداخلت بڑھتی چلی گئی، دریں اثنا یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہو گیا جس سے عرب اور ہندوستان بمقابلہ یورپ طاقت کا عدم توازن بہت بڑھ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان تو مکمل طور پر آزادی کھو بیٹھا اور یہاں کے لوگ براہِ راست سلطنت برطانیہ کی غلامی میں آ گئے اور وہ ادارہ خلافت جو عثمانی ترکوں کے زیر نگین تھا اگرچہ براہِ راست اہلِ یورپ کا غلام تو نہ ہوا البتہ ہر لحاظ سے اُن کا محتاج ہو چکا تھا۔ لہٰذا پہلی جنگ عظیم کے بعد ادارہ خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ خود ترکوں نے اِس ادارے کے خاتمہ کا اعلان کیا۔ جس پر علامہ اقبال نے رنجیدہ دل سے کہا:

> چاک کر دی تُرکِ ناداں نے خلافت کی قبا

بات یہاں رُکی نہیں بلکہ عرب کے حصے بخرے کر دیئے گئے۔ وہ شام جو علوی نصیری فرقہ کے اسد خاندان کے زیر تسلط چون (54) سال رہا۔ وہ اصل مملکتِ شام کا ایک چھوٹا سا حصہ تھا جس پر کبھی حضرت معاویہ ؓ جیسے جلیل القدر صحابی حکمران تھے۔ لبنان، فلسطین، اردن اور بہت سے قرب و جوار کے علاقے اُس شام کا حصہ تھے۔ شام میں اب اسد خاندان کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا ہے۔ وہی آج کل زبانِ زدِ عام ہے اور ہر محرر کی نوکِ قلم سے اُسی کے بارے میں تفصیلات سامنے آ رہی ہے۔ راقم بھی اُسی حوالے سے چند گزارشات پیش کرے گا۔ لیکن اُس سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ آج کہنے کو قریباً تمام مسلمان ممالک آزاد ہیں لیکن کسی ایک مسلمان ملک کو بھی حقیقی آزادی حاصل نہیں۔ جن مسلم ممالک میں بادشاہت قائم ہے، وہ بھی غیروں کے اشارے اور سہارے کے محتاج ہیں۔ جہاں فوجی طالع آزما ڈکٹیٹر شپ قائم کیے ہوئے ہیں، وہ بھی جنہیں ہم کافر کہتے ہیں، اُن ہی کے لائے گئے۔ ہیں لہٰذا مسلمانوں کے مفاد کی بجائے اُن کے احکامات کی تعمیل بجالاتے ہیں اور جہاں نام نہاد جمہوری حکمران ہیں وہ بھی فیک (Fake) جمہوریت ہے۔ یہاں بھی سامراجی قوتیں اپنے تابع فرمان لوگوں کو اقدار دے کر عوام پر مسلط کر دیتے ہیں اور اگر کوئی اُن کے مفادات سے روگردانی کر کے اپنے ملک کی سلامتی یقینی بنانے کی کوشش کرے تو پھانسی چڑھ جاتا ہے یا کوئی حقیقی آزادی کا مطالبہ کرے تو کال کوٹھری میں بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس وقت دنیا کے پونے دو ارب مسلمان 60 کے قریب ریاستوں میں منقسم ہو کر آزادی کے اعلان کے ساتھ غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مسلمان اپنے حکمرانوں کے غلام ہیں اور اُن کے حکمران غیروں کے غلام ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس سے انکار خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔

اب آیئے شام میں ہونے والی ایک بڑی تبدیلی کی طرف جو ایران، روس اور چین کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے ایک فرقہ کے لیے بڑا سانحہ ہے۔ لیکن اہلِ شام کی اکثریت، سعودی عرب اور ہم خیال مسلم ممالک کی نظر میں ایک شاندار، خوشگوار عظیم انقلاب ہے۔ اس تبدیلی کے نتائج مستقبل میں کیا برآمد ہوتے ہیں، وہ تو بعد کی بات ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ علویوں کی چھوٹی سی اقلیت ایک بڑی اکثریت کو دبا کر بلکہ دبوچ کر ڈنڈے کے زور پر حکومت کر رہی تھی۔

مسلمانوں کے ماضی قریب کے حکمران اللہ جانے اس حقیقت کو کیوں نہ پا سکے کہ اگر وہ عوامی رائے کو پامال کر کے اسلحہ کے زور پر برسرِ اقتدار آئیں گے تو پھر جلد یا بدیر اسلحہ ہی کی بنیاد پر نکالے جائیں گے۔ کیونکہ اُن کو لانے والے جب کام نکال لیتے ہیں اور اُن کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو وہ اُنہیں آسانی سے نکال باہر کر دیتے ہیں۔ اِن مسلمان حکمرانوں کی عوام میں جڑیں نہیں ہوتیں۔ 1970ء میں شام میں حافظ الاسد بزور بازو حکومت پر قابض ہوئے تھے۔ عجب بات یہ تھی کہ اُن کا تعلق ایک ایسے فرقہ سے تھا جسے نہ صرف سنی مسلمان غیر مسلم گردانتے ہیں بلکہ اہل تشیع کی بھی یہی رائے ہے۔ یہ فرقہ شام میں اقلیت میں ہے جب کہ شام کی اکثریتی آبادی سنی مسلمان ہیں اور امام شافعیؒ کے پیروکار ہیں۔ حافظ الاسد 2000ء میں فوت ہو گیا تو اُس کا بیٹا بشار الاسد جو پیشہ کے لحاظ سے امراض چشم کا ڈاکٹر ہے، وہ شام کا صدر بن گیا۔ اکثریتی عوام کا چونکہ اُن سے کوئی تعلق نہیں تھا تو حکومت کی مخالفت میں لوگ کھڑے ہوتے رہے، لیکن باپ بیٹا دونوں نے اپنے اپنے دور میں مخالفین کو کچلنے کے لیے ایسے ایسے ظلم ڈھائے، وہ دہشت گردی کی کہ اُسے ضبطِ تحریر میں لانا انتہائی مشکل ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کفایت کرے گا کہ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے شام کو ”زمین پر دوزخ“ قرار دیا تھا۔

علویوں النصیریوں کا معاملہ یہ بھی ہے کہ تاریخ میں مختلف مواقع پر اُنہوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں عیسائیوں اور یہودیوں کی مدد کی تھی۔ موجودہ تبدیلی کے بعد جب جیلیں کھولی گئیں تو بہت بڑی تعداد میں ایسے لوگ بھی تھے جنہیں باپ بیٹے نے جوانی میں گرفتار کیا تھا اور اب وہ بڑھاپے کو پہنچ چکے ہیں۔ قصہ مختصر تاریخ انسانی میں جو ظلم وستم اور درندگی کے عہد گزرے ہیں، اُن میں اسد

خاندان کے ان باپ بیٹے کا عہد کس طرح کم نہیں۔ بہر حال باپ اپنے جس انجام کو پہنچ چکا ہے، بیٹا بھی اُسی انجام کی طرف بڑھ رہا ہے یعنی ذلت کی موت۔

بشار الاسد کے خلاف شام میں کئی گروپ برسرِ پیکار رہے جن سب کا جاننا اور اُن کا نام لکھنا بھی کاردارد ہے۔لیکن بشار الاسد کی فوجوں کو شکستِ فاش سے دوچار کرنے کا سہرا ہیئت تحریر الشام کے سر ہے۔ یہ ایک سرگرم سنی اسلامی عسکریت پسند گروپ ہے جو شام کی اس جنگ میں کلیدی رول ادا کر رہا تھا۔ یہ گروپ کسی زمانہ میں القاعدہ کا حصہ تھا، لیکن 2016ء سے اعلانیہ طور پر القاعدہ سے الگ ہو چکا ہے۔ اس وقت اس گروپ کے سربراہ احمد حسین الشرع جو اپنے جنگی نام ابو محمد الجولانی کے نام سے معروف ہیں۔ اب تحریر الشام کے سپہ سالار اور امیر ہیں۔ یہی وہ صاحب ہیں جنہیں 2013ء میں امریکی وزارت خارجہ نے عالمی دہشت گرد قرار دیا تھا اور ان کو پکڑنے کے لیے معلومات فراہم کرنے والے کو دس ملین امریکی ڈالر انعام دینے کا اعلان کیا۔تقریباً اس دور میں اُن کا داعش اور اُس کے سربراہ ابوبکر البغدادی کے ساتھ بھی قریبی تعلق رہا اور دونوں نے مل کر شام میں کئی آپریشن کیے۔

1967ء کی چھ روزہ عرب اسرائیل جنگ میں گولان کی پہاڑیوں کے ایک بڑے حصہ پر اسرائیل نے قبضہ کر لیا تھا تو موصوف نے 28 ستمبر 2014ء کو ایک آڈیو بیان جاری کیا جس میں اُنہوں نے امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے خلاف لڑنے کا اعلان کیا۔عرب بہار جب شام کی طرف بڑھ رہی تھی اور بشار الاسد کی حکومت کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا تو روس اور ایران نے آگے بڑھ کر بشار الاسد کی حکومت کو بچایا تھا۔اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ مشرقِ وسطیٰ میں چند ایک ریاستیں روس نواز تھیں، اُن میں بشار الاسد کی حکومت بھی تھی۔ پھر یہ کہ طرطوس کا اڈہ روس کا مشرقِ وسطیٰ میں واحد اڈہ تھا اور وہ اُسے امریکہ کے حامیوں کے ہتھے چڑھنے سے بچانا چاہتا تھا، گویا روس کو اپنا مفاد بھی تھا۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب روس نے بشار الاسد کی حکومت بچانے کے لیے کوئی اہم رول ادا کیوں نہیں کیا؟ راقم کو یہاں روس کی طرف سے ایک سمجھوتے کی صورت نظر آتی ہے۔

درحقیقت روس ایک سال سے زائد عرصہ میں یوکرائن کی جنگ میں پھنسا ہوا ہے اور اُسے وہاں مکمل کامیابی ہوتی نظر نہیں آتی۔ راقم کی رائے میں اس ظاہری سمجھوتے میں اسرائیل نے انتہائی اہم رول ادا کیا۔ وہ یوں کہ امریکہ یوکرائن کی مدد سے ہاتھ کھینچ کر روس کا مسئلہ حل کر دے اس لیے کہ اقتصادی اور جانی نقصان کے علاوہ یوکرائن کا سرنڈر نہ کرنا روس کے ناک کا مسئلہ بھی بن چکا ہے۔ روس کو معلوم ہے کہ یوکرائن کی جنگ اگر طویل ہوتی چلی گئی تو جانی اور مالی نقصان روس کے لیے ناقابل برداشت ہو سکتا ہے۔لہٰذا شام کو چھوڑ کر روس اپنا مسئلہ حل کرے۔ اسرائیل نے عین ممکن ہے موجودہ امریکی قیادت اور پینٹاگون کو یہ سمجھایا ہو کہ ٹرمپ نے صدر بن کر یوکرائن کی جنگ تو بند کر دینا ہے لہٰذا مشرقِ وسطیٰ پر اپنا کنٹرول مزید مضبوط کرنے کا یہ سنہری موقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بشار الاسد کی شکست کے فوری بعد اسرائیل نے کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ گولان کی پہاڑیوں پر بھی قبضہ مکمل کر لیا اور شام میں مزید پیش قدمی بھی کرنا شروع کر دی ہے۔ راقم کی رائے میں علوی خاندان کے اقتدار کا خاتمہ درحقیقت اسرائیل کی بڑی فتح ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ روس، چین اور ایران کی شکست ہے۔ اللہ کرے ابو محمد الجولانی شام میں ایک مضبوط اور پائیدار حکومت قائم کر سکیں۔ لیکن منطق اور عقل نہیں مانتی کہ جن سامراجی قوتوں نے اُسے دہشت گرد قرار دیا ہوا تھا، وہ ٹھنڈے پیٹوں خالص سنّی مسلمان حکومت شام میں برداشت کریں۔ مسلمان ممالک اور اہل پاکستان کے لیے ایک ہی سبق ہے کہ عوامی حمایت اور عوامی مینڈیٹ کے بغیر عالمی قوتوں کے سہارے یا بندوق کے سہارے قائم ہونے والی حکومتیں عارضی ہوتی ہیں اور جلد انجام بد تک پہنچ جاتی ہیں۔ مسلمان حکمرانوں نے اگر اس سے سبق نہ سیکھا تو اُن کے ممالک میں قتل و غارت گری جاری رہے گی اور وہ دوسروں کے محتاج بھی رہیں گے اور کبھی حقیقی آزادی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

❁❁❁

پریس ریلیز 13 دسمبر 2024ء

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے اہم حکومتی ذمہ دار پر خودکش حملہ خطہ میں امن وامان کو تاراج کرنے کی ایک سازش ہے

شجاع الدین شیخ

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے اہم حکومتی ذمہ دار پر خودکش حملہ خطہ میں امن وامان کو تاراج کرنے کی ایک سازش ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہم امارتِ اسلامیہ افغانستان کے وزیر مہاجرین، جلال الدین حقانی کے بھائی اور امریکہ کے خلاف افغان جہاد کے مجاہد خلیل الرحمٰن حقانی پر کابل میں خودکش حملہ کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلیل الرحمٰن حقانی کی شہادت پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ اُن کی شہادت کو قبول فرمائے۔ شہید خلیل الرحمٰن حقانی حکومتِ پاکستان اور ٹی ٹی پی کے مابین مذاکرات میں کلیدی کردار ادا کر رہے تھے۔ دہشت گردی کے اس اندوہناک واقعہ جس میں خلیل الرحمٰن حقانی کے متعدد ساتھی بھی شہید ہوگئے، اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دشمن کی پوری کوشش ہے کہ خطہ میں امن وامان قائم نہ ہو پائے اور پاک افغان معاملات کو حل ہونے سے روکا جائے۔ شام کی صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ ظالم اسد خاندان کے 53 سالہ اقتدار کے خاتمہ کے بعد ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل نے جس سرعت کے ساتھ گولان کی پہاڑیوں اور شام کے دیگر علاقوں پر خوفناک بمباری کی ہے اور شام کے بعض اہم علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ گریٹر اسرائیل کے مذموم منصوبے کو تیزی سے آگے بڑھا رہا ہے۔ ان حالات میں مسلمان ممالک کا فرض بنتا ہے کہ وہ آپس کے اختلافات کو ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں تاکہ دشمن کی ریشہ دوانیوں کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔ آخر میں امیر تنظیم نے تمام شہداء کی مغفرت اور زخمیوں کی جلد اور مکمل صحت یابی کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنے حفظ وایمان میں رکھے۔ دشمنوں کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملائے اور دنیا بھر کے مجاہدین اسلام کو کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

54سال تک اسد خاندان نے اقتدار کے لیے خونِ مسلم بہایا، مگر ہر آمر کی طرح بشار کو بھی رسوا ہو کر ملک چھوڑنا پڑا: خورشید انجم

اسرائیل گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کر کے دمشق کے قریب پہنچ چکا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ وہ مزید آگے بڑھے گا: رضاء الحق

اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت والجماعت کو شام میں عارضی طور پر ریلیف مل گیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی اُمت کے لیے بڑا نقصان ہے: خلیل الرحمان چشتی

میزبان: آصف حمید

شام کی صورتحال اور پاکستان کے لیے سبق

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

سوال: مسلم اکثریت والے ملک شام کے اقتدار پر ایک اقلیتی گروہ سے تعلق رکھنے والے بشارالاسد اور اس کے والد حافظ الاسد نے 54 سال تک غاصبانہ قبضہ جمائے رکھا۔ لیکن اب 10 دن کے اندر اندر اس خاندان کے اقتدار کا سورج اچانک غروب ہو گیا اور بشارالاسد کو دو ارب ڈالرز لے کر بھاگنا پڑا۔ یہ سب اچانک کیسے ہو گیا؟

خورشید انجم: آمریتوں کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو کسی بھی بڑے آمر کے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے اقتدار کا سورج کبھی غروب ہو گا۔ فراعنۂ مصر ہوں یا نماردۂ بابل یا کوئی بھی بڑا آمر ہو ایک وقت آتا ہے کہ اس کے اقتدار کا سورج ڈوبتے پتا بھی نہیں چلتا۔ اسد خاندان کے لیے آمریت کا لفظ تو بہت چھوٹا ہے، ان لوگوں نے تو شام کو مسلمانوں کے لیے عقوبت خانہ اور قتل گاہ بنایا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ 130 ملین مسلمان شام سے یورپ، ترکی اور دوسرے ممالک میں ہجرت کر گئے، لاکھوں شہید ہو گئے۔ اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے انہوں نے ظلم و جبر کا کوئی حربہ نہیں چھوڑا لیکن اس کے باوجود ان کے اقتدار کی بنیاد چونکہ کسی مستحکم بنیاد پر نہیں کھڑی تھی اس لیے گرتے پتا بھی نہیں چلا۔ جیسے قرآن پاک میں فرمایا گیا:

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران:112)

”ان کے اوپر ذلت تھوپ دی گئی ہے جہاں کہیں بھی پائے جائیں سوائے یہ کہ (انہیں کسی وقت) اللہ کا کوئی سہارا حاصل ہو جائے یا لوگوں کی طرف سے کوئی سہارا مل جائے۔“

اگرچہ یہ آیت یہود کے لیے ہے لیکن سرکش آمروں کے لیے بھی یہی اصول ہے کہ ایک وقت آتا ہے کہ اللہ ان کی رسی کھینچ لیتا ہے۔ اسد خاندان نے 54 سال تک اپنے اقتدار کے لیے مسلمانوں کا خون بہایا، ٹارچر سیلوں میں بے گناہ مسلمانوں کو اذیتیں دیں۔ اب تفصیلات سامنے آرہی ہیں کہ سالہا سال سے عقوبت خانوں میں قید مسلمانوں نے سورج کی کرن تک نہیں دیکھی۔ کئی آزاد ہونے والے حافظ الاسد کا پوچھ رہے ہیں، انہیں معلوم ہی نہیں کہ وہ کب کا مر گیا۔ ایک پائلٹ کو مسلمانوں پر بمباری سے انکار پر اس وقت جیل میں ڈالا گیا جب وہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

جوان تھا، آج 43 سال بعد بوڑھا ہو کر جیل سے آزاد ہوا ہے۔ اسی طرح بے گناہ مسلمانوں کو اجتماعی پھانسیاں دی گئیں۔ قیدیوں کی ہڈیوں کو ڈرل کیا جاتا۔ کئی قیدی اب آزاد ہوئے ہیں تو ان کے بہن بھائیوں اور والدین کو معلوم بھی نہیں تھا وہ زندہ ہیں۔ اذیت کی بے شمار داستانیں ہیں جو اب کھل کر سامنے آرہی ہیں۔ اب بھی ایک جیل ایسی ہے جس میں لاکھوں مسلمان قید ہیں، ان قیدیوں کے لیے خوراک کا مسئلہ ہے، آکسیجن کا مسئلہ ہے، مگر اس جیل کے دروازے کھولنے کے لیے خفیہ کوڈز نہیں مل رہے کیونکہ بشارالاسد اور اس کی انتظامیہ بھاگ چکی ہے۔ اس طرح عرب نیشنل ازم کا بھوت بھی ختم ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے عربوں کو نیشنل ازم کا جھانسہ دے کر اپنا اقتدار حاصل کیا اور پھر کمیونسٹ نظریات کا پرچار کیا۔ اس سارے فریب کا پردہ اب چاک ہو چکا ہے اور شام کے مسلمان جاگ چکے ہیں۔ الحمدللہ۔

سوال: کیا نئی حکومت کا عوام نے ساتھ دیا یا یہ آگے بڑھتے چلے گئے اور ان کے لیے راستے خالی ہوتے چلے گئے؟

خورشید انجم: بشارالاسد کا شام تو گویا مسلمانوں کے لیے عقوبت خانہ تھا، اس لیے جب انہیں پتا چلا کہ ظلم سے نجات ملنے والی ہے تو انہوں نے کھل کر انقلابیوں کا ساتھ دیا ہے۔ انہیں گویا نجات ملی ہے۔ اس لیے وہ بشارالاسد کے مجسمے گرا رہے ہیں، جشن منا رہے ہیں۔ HTS نے بھی تمام لوگوں کو آزادی سے اپنے گھروں میں رہنے کی اجازت دی ہے اور عام فوجیوں کے لیے بھی معافی کا اعلان کیا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو جنگی جرائم میں ملوث ہیں۔ ان کے خلاف مقدمات قائم ہوں گے اور ان کو سزائیں بھی ملیں گی۔ لوگ جوق در جوق شام کے شہروں کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں جس کی وجہ سے شام کی سڑکیں جام ہو چکی ہیں۔ خاص طور پر ترکیہ میں موجود شامی مہاجرین کی بڑی تعداد شام کا رُخ کر رہی ہے۔

سوال: کیا HTS القاعدہ ٹائپ کی کوئی آرگنائزیشن ہے؟ اس کے سربراہ ابومحمد الجولانی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، کیسے ایک شخص نے پورے سسٹم کو ٹیک اوور کر لیا؟ کیا اس کے پیچھے بھی کوئی ایسی طاقتیں نظر آرہی ہیں جن کے مقاصد کچھ اور ہیں؟

رضاء الحق: 2011ء میں جب عرب سپرنگ شروع ہوئی تھی تو اس وقت ابومحمد الجولانی عراق میں امریکی قبضہ کے خلاف مزاحمت کرنے والے عسکری گروہ جبهة النصره (النصرہ فرنٹ) میں شامل تھے جو کہ القاعدہ کی ایک شاخ تھی۔ اوباما کے دورِ حکومت میں ہیلری کلنٹن نے القاعدہ کی اس شاخ کو Good القاعدہ کا عنوان دیا تھا۔ جبکہ افغانستان میں القاعدہ کو Bad القاعدہ قرار دیا تھا۔ ابومحمد

نے 20 سال کی عمر میں النصرہ فرنٹ میں شمولیت اختیار کی تھی اور بعد ازاں امریکہ نے اس کے سر کی قیمت ایک کروڑ ڈالر مقرر کی تھی۔ 1996ء میں جب امریکہ کا نیوسنچری پلان سامنے آیا تو اس کے مطابق انہوں نے مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ ترتیب دیا اور ویسلی کلارک نے وائٹ ہاؤس میں CIA کے ایک اجلاس کا تذکرہ کیا جس کے مطابق فیصلہ ہو چکا تھا کہ سات ممالک میں رجیم چینج ہوگی۔ ان میں عراق، شام، لیبیا، سوڈان، صومالیہ، لبنان اور ایران شامل تھے۔ ایران کے سوا باقی چھ میں تو وہ رجیم چینج کر چکے ہیں۔ ایران کے ارد گرد گھیرا اپنی جگہ تنگ ہو رہا ہے۔ نیوسنچری پلان کے تحت عرب سپرنگ سامنے آئی اور یہ سارے عسکری گروہ متحرک ہوئے، پھر النصرہ فرنٹ سے ہی ISIS نکلی۔ تاہم ابو محمد نے CNN کو دیئے اپنے حالیہ انٹرویو میں القاعدہ اور داعش سے اپنے تعلق سے انکار کیا ہے۔

سوال: کیا ابو محمد کو امریکہ کی مدد حاصل تھی؟ 2011ء اور 2016ء میں بھی تو داعش کے نام سے ایک گروہ سامنے آیا تھا اور اس نے خلافت کا اعلان بھی کیا اور ابو بکر البغدادی کے نام سے ایک خلیفہ بھی سامنے آیا لیکن بعد ازاں پتا بھی نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا؟

رضاء الحق: نعرے انہوں نے بھی یہی دیئے تھے کہ ہم ایک اسلامی ریاست قائم کرنے جا رہے ہیں اور جہاں جہاں بھی مسلمانوں پر ظلم ہوگا ہم اس کے خلاف لڑیں گے۔ لیکن انہوں نے اسرائیل کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا۔ HTS نے بھی ابھی تک اسرائیل کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا۔ اگر کوئی بیان سامنے آیا بھی ہے تو یہ کہ ہم بہت تھک چکے ہیں۔ 2011ء اور 2016ء میں بھی ان باغیوں کی پشت پر امریکہ تھا۔ اگر ایران اور حزب اللہ کی سپورٹ بشار الاسد کو حاصل نہ ہوتی تو اس وقت بھی یہ کامیاب ہو جاتے۔ اب چونکہ حزب اللہ کمزور ہو چکی ہے اور اسے شام سے واپس لبنان آنا پڑا، اس وجہ سے ان کو موقع مل گیا۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ روس نے بھی کوئی ڈیل کی ہے کہ اس کی طرطوس کی بندرگاہ کو نہیں چھیڑا جائے گا۔ بشار الاسد کے مسلمانوں پر شدید مظالم کے باوجود ایران نے بھی بشار الاسد کا ساتھ دیا تھا مگر اب اس کی پالیسی واضح نہیں ہے۔ اسرائیل صورتحال سے فائدہ اُٹھا کر قبضہ کرتا ہوا دمشق کے قریب پہنچ چکا ہے، گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کر چکا ہے اور بظاہر لگتا ہے کہ وہ مزید آگے بڑھے گا۔

سوال: بعض تجزیہ نگار کہہ رہے ہیں کہ بشار الاسد حکومت کا خاتمہ خوش آئند ہے۔ بعض دینی حلقوں میں بھی بہت خوشی منائی جا رہی ہے۔ البتہ بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ اس کا اصل فائدہ اسرائیل کو ہوگا۔ اس حوالے سے آپ کی رائے کیا ہے؟

خلیل الرحمان چشتی: اس میں کوئی شک نہیں کہ عارضی طور پر اہل سنت والجماعت کے افراد کو ایک ریلیف مل گیا ہے۔ اسد خاندان کے 54 سالہ دور غلامی سے نجات ملی ہے، اہل سنت جیلوں سے رہائی پا رہے ہیں، لوگوں کو بولنے کی آزادی مل جائے گی۔ بہت سارے شامیوں کے ساتھ میری ملاقات ہوتی تھی تو وہ بولنے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تین آدمی آپس میں بات کریں تو ان میں سے ایک بشار حکومت کا جاسوس ہوتا ہے۔ ان پر اس قدر خوف طاری تھا۔ اب وہ خوف ختم ہو جائے گا۔ لیکن بحیثیت مجموعی یہ عالم اسلام کے وسائل کے حوالے سے بہت نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اسرائیل نے فضائی اور زمینی حملے کر کے شام کی عسکری قوت کو تباہ کر دیا ہے۔ اب شام بے دست و پا ہو گیا ہے۔ یعنی اب وہ ایک ایسی ریاست ہوگی جو مغرب اور اسرائیل کے رحم و کرم پر ہوگی اور دشمن یہی چاہتے تھے کہ غزہ کی طرح ایک آدمی بھی اسلحہ کے ساتھ موجود نہ رہے۔ بحیثیت مجموعی امت کے لیے یہ صورتحال اچھی نہیں ہے۔

> **ابو محمد الجولانی نے CNN کو دیئے اپنے حالیہ انٹرویو میں انکار کیا ہے کہ اُن کا داعش یا القاعدہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہے۔**

سوال: بظاہر روس کو شام میں پسپائی ہوئی ہے۔ آپ کے خیال میں روس نے شام میں کوئی مزاحمت کیوں نہیں کی، کیا وہ کمزور ہو گیا ہے یا اس نے امریکہ سے کوئی بارگین کر لیا ہے؟

خلیل الرحمان چشتی: روس باضابطہ ایک منصوبے کے تحت اور امریکہ سے بارگین کر کے ہی وہاں سے نکلا ہے۔ جغرافیائی صورتحال کو دیکھ لیجیے کہ گزشتہ 14 ماہ سے روزانہ کئی جنگی جہاز امریکہ سے اسرائیل کی مدد کے لیے آ رہے ہیں۔ اسی طرح برطانیہ بھی اسرائیل کی مدد کر رہا ہے۔ لہٰذا روس نے عافیت اسی میں سمجھی ہے کہ وہ یوکرین کی جنگ تک محدود رہے اور شام میں مزید مداخلت نہ کرے۔ امریکہ کی فوجیں سعودی عرب میں کنگ خالد ملٹری بیس پر موجود ہیں، عراق میں موجود ہیں۔ اسی طرح برطانیہ کی افواج بھی عراق میں موجود ہیں۔ لہٰذا روس اب مزید کوئی خطرہ مول نہیں لے گا۔

سوال: کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یوکرین کے حوالے سے امریکہ اور یورپ نے روس کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کر لیا ہو کہ تم یوکرین سنبھالو اور ہمیں شام کو دیکھنے دو؟

خلیل الرحمان چشتی: عارضی مدت کے لیے ایسا ہو سکتا ہے۔ تاہم بعض اطلاعات کے مطابق امریکہ نے بہت سے جوہری ہتھیار یوکرین منتقل کر دیئے ہیں اور یوکرین کا صدر بھی ایک یہودی ہے اور اسی لیے روس خائف ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ ہمارے وجود کے لیے خطرہ ہے۔ لہٰذا یہ عارضی طور پر روس کی پسپائی ہو سکتی ہے لیکن وہ کبھی بھی امریکی بالادستی قبول نہیں کرے گا۔

سوال: ایران نے شام میں حکومت کی تبدیلی کو خوش آئند قرار دیا ہے۔ حالانکہ بشار الاسد حکومت میں حزب اللہ کو جو مدد اور حمایت حاصل تھی، وہ بھی اب ختم ہو گئی ہے۔ ایران کے اس موقف پر آپ کیا کہیں گے؟

خلیل الرحمان چشتی: اسلامی تاریخ میں ایران کا کردار بہت ہی عجیب و غریب اور تضادات کا شکار رہا ہے۔ اس کے باوجود کہ 400 ہجری میں بغداد میں سنی اور شیعہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ نصیری علوی مسلمان نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ایران نے کھل کر شام کے علویوں کا ساتھ دیا، نہ صرف اپنی فوجیں الاخوان کو کچلنے کے لیے بھیجیں بلکہ حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ کو بھی ہدایت کی کہ تم بھی شام جاؤ۔ اس پر شیخ یوسف القرضاوی بھی چیخ پڑے، ان کی ویڈیوز موجود ہیں۔ پھر حسن نصر اللہ کے خلاف مرسی کی ویڈیوز بھی موجود ہیں جن میں انہوں نے سوالات اُٹھائے ہیں کہ حزب اللہ اور ایران کیوں علویوں کی حمایت میں سنی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ اسی طرح یمن کے زیدی بہت ہی معتدل شیعہ تھے اور سنیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے لیکن ایران نے انہیں اسلحہ اور تربیت دے کر سنیوں کے خلاف اُکسایا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ زیدی مذہب چھوڑ کر اثناء عشری مذہب اختیار کریں۔ اس طرح یمن میں بھی سنی شیعہ جنگ بھڑکائی گئی۔ تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میں جانتا ہوں کہ دیالمہ کے دور میں، عباسی خلافت کے دور میں اور اس کے بعد صفویوں کے دور میں فارس اور ایران کی پالیسی میں ایک تسلسل نظر آتا ہے۔ میری پختہ رائے ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور مغربی طاقتیں ایران کو نہیں چھیڑنا چاہتیں۔ اس لیے کہ افغانستان، ترکمانستان اور پاکستان کی سنی بیلٹ اور ترکی، عراق اور شام کی سنی بیلٹ کے درمیان

ایران ایک بفرزون ہے اور عالمی طاقتیں اس بفرزون کو برقرار رکھیں گی تاکہ شیعہ سنی آپس میں لڑتے رہیں اور اسلام دشمن قوتوں کے مفادات پورے ہوتے رہیں۔

سوال: جس طرح طالبانِ افغانستان ایک دم اُٹھے اور کابل کو ٹیک اوور کرلیا، اسی طرح دمشق پر بھی HTS نے یک دم ٹیک اوور کیا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک وہاں بھی ایک افغانستان بننے جارہا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

خورشید انجم: بعض اعتبارات سے تو کچھ مماثلت ہے۔ مثلاً بشارالاسد اور اشرف غنی دونوں کو بڑا زعم تھا کہ ہمارے ساتھ عالمی طاقتیں ہیں۔ امریکہ نے کہا تھا کہ ہم نے افغانستان میں ایک مضبوط فوج تیار کرلی ہے مگر افغانستان اور شام دونوں میں آرمی سب سے پہلے بھاگی ہے۔ دونوں ممالک کے حکمران خزانہ بھی ساتھ لے کر بھاگے ہیں۔ تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ ابومحمد الجولانی پہلے القاعدہ میں تھے، 2006ء میں گرفتار ہوئے، پھر شام میں جاکر انہوں نے النصرہ فرنٹ کے نام سے تنظیم بنائی۔ 2016ء میں اسے جبھۃ الشام کا نام دیا گیا، 2017ء میں تحریر الشام کہلائی۔ افغان طالبان نے پہلے بھی افغانستان میں حکومت بنائی ہے، اسے پاکستان، سعودی عرب اور UAE نے تسلیم بھی کیا۔ اس کے بعد انہوں نے امریکہ کے خلاف 20 سال جہاد کیا۔ ان کے مقابلے میں دنیا بھر کی طاقتیں اکٹھی ہوگئی تھیں لیکن اس کے باوجود اللہ نے انہیں فتح دی۔ شام میں اخوان المسلمون نے بھی بہت قربانیاں دی ہیں۔

سوال: اسرائیل نے بغیر وقت ضائع کیے شام کی 80 سے 90 فی صدی ملٹری انسٹالیشن کو تباہ کر دیا ہے۔ شام کی موجودہ صورتحال سے اسرائیل کیا فوائد حاصل کرنا چاہتا ہے؟

رضاء الحق: گریٹر اسرائیل کا منصوبہ شروع دن سے عیاں ہے۔ اس میں وہ شام، اردن، لبنان کو شامل گردانتے ہیں۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد سے اسرائیل مسلسل غزہ پر بمباری کر رہا ہے جس سے 99 فیصد نقصان مسلمانوں کا ہوا ہے جبکہ 1 فیصد سے بھی کم نقصان اسرائیل کا ہوا ہوگا۔ اسی طرح حزب اللہ کا بھی اسرائیل کے مقابلے میں زیادہ نقصان ہوا ہے۔ شام کی صورتحال سے بھی اسرائیل کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ امریکہ اور دیگر طاقتیں اسرائیل کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ یہاں تک کہ جب ایران نے اسرائیل پر میزائل حملہ کیا تو امریکہ اور برطانیہ سمیت کئی ممالک نے اسرائیل کا دفاع کیا۔ ان میں مسلم ممالک بھی شامل ہیں۔

سوال: حماس نے جو طوفان الاقصیٰ آپریشن شروع کیا اس کا بھی سب سے زیادہ فائدہ اسرائیل کو نہیں ہوا؟

رضاء الحق: بظاہر تو ایسا ہی دکھائی دیتا ہے۔ البتہ اخلاقی اور سفارتی محاذ پر حماس اور فلسطینیوں کی جیت ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت ایک بار پھر اُبھر کر سامنے آیا ہے۔ پھر یہ کہ پوری دنیا میں فلسطینیوں کی حمایت میں اضافہ ہوا ہے۔ غیر مسلموں نے بھی حماس اور فلسطینیوں کے حق میں مظاہرے کیے ہیں۔ گویا ایک لحاظ سے حالات اُسی طرف جا رہے ہیں جیسا کہ حدیث میں تذکرہ ہے کہ ایک وقت

عوام سے نمائندگی کا احساس چھین لیا جائے اور فارم 47 کے ذریعے جمہوریت کا گلا گھونٹا جائے تو پھر 1971ء جیسے حالات پیدا ہوں گے

آئے گا کہ پتھر اور درخت بھی یہودیوں کی مخالفت میں بولیں گے اور مسلمانوں کو پکاریں گے کہ ان کو قتل کرو۔ احادیث میں یہ بھی خبریں موجود ہیں کہ آخری دور کی جنگوں میں پہلے تو مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ یہاں تک کہ عربوں کے لیے تباہی کا اشارہ بھی ہے:

((وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ)) (بخاری) ”عرب کی خرابی ہونے والی ہے ایک بلا سے جو نزدیک آگئی ہے۔“

یہ تباہی اب عربوں کے سر پر آن کھڑی ہے، لیکن اس کے بعد پھر احادیث میں یہ بھی ہے کہ بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ البتہ اہلِ پاکستان کو بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ طاغوتی طاقتوں کا ہدف صرف مشرقِ وسطیٰ نہیں ہے بلکہ جنوبی ایشیا میں بھی ان کے اہداف ہیں۔ 2006ء میں رالف پیٹرز نے ”بلڈ بارڈرز“ کے نام سے ایک آرٹیکل لکھا تھا جس میں تذکرہ کیا تھا کہ خیبر پختونخوا کو افغانستان کے ساتھ ملایا جائے گا اور بلوچستان آزاد ہوگا۔

سوال: ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم استعمال ہو جاتے ہیں۔ 1979ء سے لے کر آج تک سنی مسلمانوں نے امریکہ کے مفادات کے لیے بڑے کام کیے ہیں۔ افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف لڑے، پھر بلقان کا معاملہ ہوا۔ اب شام میں بھی جو معاملہ سامنے آیا ہے تو کہیں ایک بار پھر اسلام امریکی مفادات کے لیے تو استعمال نہیں ہو رہا؟

خورشید انجم: پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ تحریک اس کی ایک بڑی مثال ہے۔ بھٹو کو اقتدار سے ہٹانے کے لیے یہ سارا معاملہ ہوا۔ پھر اس کے نتیجہ میں ضیاء الحق کا 11 سالہ مارشل لاء قوم کا مقدر بنا۔ کمیونسٹ روس نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو امریکہ نے قرآن پاک کے نسخے چھاپ کر مسلمانوں میں تقسیم کیے کہ روس سے لڑو! اس وقت کی برطانوی وزیر خارجہ مارگریٹ تھیچر آئی اور اس نے طورخم بارڈر پر کھڑے ہوکر نعرہ تکبیر اللہ اکبر لگایا اور ہم بھی اس کے ساتھ نعرے لگا رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ کمیونسٹ دشمن (سوویت یونین) کے خلاف اہلِ کتاب اور مسلمان اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اس طرح ہم استعمال ہوتے رہے۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

ہمارا ایک المیہ ہے کہ ہم شارٹ کٹ کی کوشش میں ہوتے ہیں کہ جلد از جلد معاملہ ہو جائے اور اسی وجہ سے ہم جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اس کی بجائے اگر ہماری کوئی لانگ ٹرم پالیسی ہو اور ہم ایک سمت میں اہداف کی طرف بڑھیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں۔ بہرحال شام کے معاملے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ تھوڑا وقت گزرنے کے بعد ہی پتا چلے گا کہ نئی حکومت کس سمت میں جا رہی ہے۔

سوال: شام کی صورتحال نے ثابت کیا کہ آمریت کو بالآخر زوال آتا ہے۔ پاکستان کے حالات کے تناظر میں ہمیں اس سے کیا سبق سیکھنا چاہیے؟

رضاء الحق: شاہ ایران کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس کو بھی امریکہ سمیت کافی طاقتوں کی حمایت حاصل تھی لیکن جب زوال آیا تو کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ افغانستان کی نجیب حکومت کا بھی یہی معاملہ ہوا۔ چلی میں جنرل پنوشے اور فلپائن میں مارکوس کا انجام بھی یہی ہوا۔ پاکستان میں جنرل ایوب خان نے آخر میں فرینڈز ناٹ ماسٹرز کے عنوان سے کتاب لکھ کر شکوہ کیا جبکہ اپنے دورِ حکومت میں امریکہ کا ہر حکم سر آنکھوں پر ہوتا تھا۔ جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ پاکستان کے حکمران چاہے وہ سول ہوں یا فوجی، امریکی آشیرباد کے متلاشی رہتے ہیں۔ یہی حالات ہمیں عرب حکمرانوں کے بھی نظر آتے ہیں لیکن یہ سب یہ بھول جاتے ہیں کہ جب امریکہ کے مفادات پورے ہو جاتے ہیں تو وہ کسی کو CI30 میں اڑا دیتا ہے، کسی کو ٹھڈے مروا کر کرسی سے اُتروا دیتا ہے، کسی کو قتل کروا دیتا ہے۔ پاکستان کے لیے اس میں سبق یہی ہے کہ ہم آئین کی بالادستی قائم کریں۔ یہاں پارلیمانی جمہوری نظام ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام ہے۔ جمہوریت کو آزادی کے ساتھ

چلنے دیں۔ ہر ادارہ چاہے وہ فوج ہو یا عدلیہ، پارلیمان ہو یا سیاسی جماعتیں، آئینی حدود کے اندر رہ کر کام کرے۔ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں بند کی جائیں۔

سوال: 16 دسمبر کا دن آنے والا ہے، 1971ء میں اسی دن ہماری ایک آمریت کو بڑی شکست ہوئی اور نتیجے میں ہمارا ملک دولخت ہوگیا۔ آج ایک بار پھر ملک انہی حالات سے دوچار ہے۔ ہماری اسٹیبلشمنٹ کو کیا سبق سیکھنا چاہیے اور عوام کو کیا کرنا چاہیے؟

خورشید انجم: تاریخ کا یہ سبق ہے کہ تاریخ سے کبھی سبق نہیں سیکھا گیا۔ سانحہ سقوط ڈھاکہ میں ملٹری اسٹیبلشمنٹ اور سول بیوروکریسی کا بھی قصور تھا۔ اس وقت بنگالیوں کو بھی غلامانہ حیثیت سے دیکھا جاتا تھا۔ پھر مارشل لاء میں بھی ان کا گلہ تھا کہ ہم پر پنجاب کی حکومت ہے۔ ادھر ڈھاکہ جل رہا تھا اور ادھر ہمارے حکمران عیاشیوں میں مصروف تھے۔ اس سے سبق سیکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم اپنے رویوں پر غور کریں، اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لیے اجتماعی توبہ کریں۔ خاص طور پر حکمرانوں اور اسٹیبلشمنٹ کو اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا۔ جس نظریہ کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا ہے اس کو نافذ کرنا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ جمہوری طریقے سے ملک حاصل کیا تھا تو جمہوریت کو چلنے دیا جائے۔ اسلام کا کیچ ورڈ عدل ہے۔ کفر کی حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم کی حکومت نہیں چل سکتی۔ ظلم حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ جمہوریت میں سندھ، پنجاب، کے پی کے، بلوچستان، کشمیر اور گلگت کے نمائندے اسمبلی میں بیٹھے ہوتے ہیں تو نمائندگی کا ایک احساس رہتا ہے۔ جب یہ احساس عوام سے چھین لیا جائے گا اور فارم 47 کے ذریعے جمہوریت کا گلا گھونٹا جائے گا تو پھر 1971ء جیسے حالات پیدا ہوں گے۔

رضاء الحق: اصل میں ہمیں ایک قومی لائحہ عمل بنانے اور حکمت عملی کے ساتھ اس پر چلنے کی ضرورت ہے۔ سبق تب ہی سیکھا جائے گا جب ہم مخلص ہوں گے۔ جو جس جگہ موجود ہے وہاں آئینی حدود کے اندر رہ کر مخلصانہ طور پر ملک کے لیے کردار ادا کرے۔ عوام کو بھی مخلص ہونا ہوگا۔ سوشل میڈیا ہاتھ میں آگیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جو چاہیں لکھتے جائیں۔ اس حوالے سے علماء کا بھی ایک کردار بنتا ہے کہ وہ عوام کی ذہن سازی کریں۔ تنظیم اسلامی اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہمارا موقف یہی ہے کہ یہ ملک باقی رہے گا تو یہاں اسلام نافذ ہوگا۔ اس کو ہم نے اسلام کی تجربہ گاہ بنانا تھا تاکہ یہ باقی دنیا کے لیے روشنی کا ایک مینارہ ثابت ہو۔ اگر ہم سب اس بات کو اپنا ہدف بنالیں اور اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے کے دست و بازو بنیں تو پھر ہم ایک قوم بھی بنیں گے اور یہ ملک بھی اچھے طریقے سے چلے گا۔ ۞۞

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ خورشید انجم: مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی پاکستان۔
2۔ رضاء الحق: نائب ناظم نشر و اشاعت اور ریسرچ سکالر تنظیم اسلامی پاکستان
3۔ خلیل الرحمان چشتی: معروف دانشور اور مصنف

میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم سوشل میڈیا اور سمع و بصر، تنظیم اسلامی پاکستان

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی
''قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' K-36' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو:

عن ابی سعید الخدریؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ((الذھب بالذھب والفضۃ بالفضۃ و التمر بالتمر والبر بالبر و الشعیر بالشعیر والملح بالملح مثلاً بمثل یدا بید' فمن زاد او استزاد فقد اربی الآخذ والمعطی فیہ سواء)) (صحیح مسلم' کتاب المساقات' باب الصرف' رقم: ۴۰۶۴)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا سونے کے بدلے میں' چاندی چاندی کے بدلے میں' کھجور کھجور کے بدلے میں' گندم گندم کے بدلے میں' جو جو کے بدلے میں اور نمک نمک کے بدلے میں بیچے جاسکتے ہیں' مگر شرط یہ ہے کہ برابر برابر ہو اور دست بدست ہوں۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود کا لین دین کیا۔ لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔''

ان روایات سے چند امور بالکل واضح ہو گئے:

(۱) حضور ﷺ نے چھ ہم جنس اشیاء کے باہمی تبادلے یا بیع کی اجازت کے لیے پہلی شرط یہ رکھی کہ دونوں برابر برابر ہوں یعنی یہ برابری Quantity (مقدار) میں ہو۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 965 دن گزر چکے!

روحِ امم کی حیات، کشمکشِ انقلاب

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

گزشتہ کچھ عرصے سے دنیا ڈرامائی تبدیلیوں سے یوں گزر رہی ہے کہ: محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی! بڑے بڑے برج الٹ گئے۔ حالیہ بڑی تبدیلیاں جو اچانک افغانستان کا منظرنامہ یک بیک بدلنے سے شروع ہوئیں تو شام تلک آن پہنچیں۔ حالات میں مماثلت بھی ہے۔ سبھی کچھ مسلم ممالک میں ہو رہا ہے۔ اگست 2021، جب امریکہ سمجھ رہا تھا کہ سال بھر لگ جائے گا، آرام سے سامان باندھیں گے۔ بگل بجائیں گے اور سج سج نکل جائیں گے رعب داب سے۔ مگر پھر نجانے کیا ہوا کہ باگرام اڈے سے اچانک رات کو بتیاں بجھا کر خاموشی سے بتائے بغیر یوں نکلے کہ جہاز جب افغان حدود کما حقہٗ پار کر چکا، سانس بحال ہوئی تو پیچھے اطلاع دی کہ ہم باگرام خالی کر چکے۔ اور پھر دوسرا مرحلہ جب امریکی C-16 جہاز تانگے کی سواریوں کی طرح ٹھنسا لدا نکل گیا۔ امریکی جھنڈے لپٹ گئے اور امریکی سفارخانے کی پوری دیوار پر کلمہ طیبہ والا جھنڈا تاریخ کے نئے باب کا معلن تھا! لٹکے منہ، پریشان حال، حواس باختہ امریکی جرنیلوں کی تصاویر اخباروں میں ہزیمت کی کہانی سنا رہی تھیں۔ آج جس طرح بشار الاسد کی فوج کے بھگوڑے یونی فارم اتار کر عراق کی سرحد پار کر کے وہاں پناہ لینے دوڑے، عین اسی طرح امریکہ کی اتحادی افغان فوج ہمارے ہاں لپکی اور آج تک بہت سے موجود ہیں! اگلا حیرت زدگی کا اہتمام 'طوفان اقصیٰ' نے کیا۔ 75 سال سے دبے پسے کچلے فلسطینی شیروں کی سی گھن گرج لیے اٹھے اور اسرائیل اور اس کے حواری دہل کے رہ گئے۔ خانہ ساز راکٹ، آئرن ڈوم گرانا بھول گیا۔ ریو پارٹی کے رنگ میں شاہین کا جگر رکھنے والوں نے اچانک وارد ہو کر بھنگ ملا دیا۔ ارضِ موعودہ کے دعوے دار ایئرپورٹوں کو دوڑے کہ کون سی آبادکاری اور کیسی صیہونیت ...... جان بچی سو لاکھوں پائے کے مصداق۔ جن مغربی ممالک سے لا کر مصنوعی طور پر کاشت کیے گئے تھے، سارے بدھو انہی گھروں کو لوٹ گئے۔ اب اسرائیل تھا، قصابِ اعظم نیتن یاہو، امریکہ یورپ کا اسلحہ اور بمبار طیارے اور پھر چل سو چل۔ فلسطینیوں نے غزہ میں انسانی تاریخ میں عزیمت کی لازوال داستان اپنے صبر و ثبات، اخوت و اتحاد کے ذریعے عورتوں، بچوں کے پاکیزہ خون سے لکھی۔ دبی پسی قوموں کو جباروں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونے اور ناکوں چنے چبوانے کے اسباق سکھا دیے۔ اسرائیل میں قابض فوج کے سورما آئے دن دھاڑیں مار کر روتے، خودکشیاں کرتے، نفسیاتی عوارض کے سارے ریکارڈ توڑتے شکست خوردگی کی عجب تاریخ مرتب کرتے دیکھے جا سکتے ہیں۔ غزہ آج بھی شامی فتوحات پر روشن چاند چہروں کے ساتھ اپنے غم بھلا کر کھلکھلاتا، مٹھائیاں تقسیم کرتا، تکبیر و تہلیل کرتا مطمئن پُرسکون دیکھا جا سکتا ہے۔ طوفانِ اقصیٰ کے بعد ایک صبح اور طلوع ہوئی ڈھاکہ، بنگلہ دیش میں! جہاں صرف 36 دن کی نوجوان طلبہ نہتی تحریک نے 53 سال باپ مجیب الرحمان اور بیٹی حسینہ واجد کی جابر و قاہر حکمرانیوں کے ادوار سے یک لخت نجات کا سامان اپنی پامردی سے کر دیا۔ سینے گولیوں کے لیے پیش کر دیے اور قوم کو حقیقی آزادی سے ہمکنار کر دیا! اور اب جب ساری توجہات کا مرکز خونچکاں غزہ، پاگل بھیڑیا بنا اسرائیل تھا، یکا یک شام میں سرِ شام ہی آزادی کا آفتاب گویا پوری چکاچوند لیے نکل آیا! 11 دن میں 2011ء سے چھائی گھپ اندھیری گھنگھور رات چھٹ گئی۔ حسینہ واجد جس طرح 45 منٹ کے نوٹس پر ہیلی کاپٹر پر لشٹم پشٹم سوار ہو کر بھارت کی گود میں منہ سر چھپانے لپکی۔ اب عین اسی طرح بشار الاسد دانت کچکچاتا، مٹھیاں بھینچتا جہاز میں سوار (اشرف غنی کی طرح ڈالروں سے بھرے؟) اپنے میکے روس جا پہنچا۔ شام آزاد ہو گیا پوری دنیا میں بکھرے شامیوں کو نوید ہوئی! جیسے 75 سال اہل غزہ نے اپنی سرزمین پر غاصب حکمرانوں کے ہاتھوں جھیلے، 54 سال شامیوں پر کچھ کم نہ بیتی، جبر و ظلم کی حکمرانی میں۔ ٹائمز آف انڈیا کے مطابق 'اتنے سال بعد پہلی مرتبہ سنی اکثریت کو حکمرانی کا موقع ملا ہے'۔ 7 فی صد نصیری باپ بیٹا نہ صرف اکثریت کا حق (جمہوریت کے غلغلے بھری دنیا میں!) غصب کیے رہے بلکہ اکثریت کے لیے سفاک بے رحم جابرانہ سیاسی نظام تھا۔ خوف کی حکمرانی۔ قید و بند تعذیبیں، بلا جرم، بلا ثبوت ماورائے عدالت۔ ایک لاکھ 30 ہزار جبری گمشدگیاں۔ جیلوں میں خوفناک ٹارچر تھے۔ 2011ء میں عرب بہار ہر جگہ آتے دیکھ کر شامی اکثریتی عوام نے پرامن مظاہروں میں جینے کا حق، عزت اور امن مانگا تھا۔ آزادی، عزت و وقار کے طالب تھے۔ مسلح تنازعہ نہ تھا۔ بدلے میں قتل و غارت گری اور صیدنیا، سرخ جیل (خون سے سرخ)! جسے انسانی قصاب خانہ کہا جاتا تھا، انھیں وہاں ٹھونسا گیا۔ ہزاروں بے گناہ مارے گئے۔ اب آزادی کے پروانوں نے سب سے پہلے آ کر یہی جیل کھولی۔ قیدی آزاد ہوئے۔ ولولے اور جذبات سے شہر ابل رہا تھا۔ خوشی، امید اور آزادی کی فضا میں اتنی دہائیوں بعد کھل کر سانس لینا کیسا تھا! ایک ہولناک ماضی کا خاتمہ۔ تاکہ قانون کی حکمرانی، مضبوط ریاست، آزادیٔ اظہار، اتحاد و اتفاق سے ملکی تعمیر نو اور ترقی عدل و انصاف اور حقوق کا تحفظ نئے شام اور شامیوں کو بلا تخصیص ملے۔ یہ عزم نو لیے دنیا بھر میں بکھیر دیے گئے مہاجر شامی گھر لوٹنے کو تیار، بے قرار ہیں۔ 2 کروڑ 20 لاکھ آبادی کئی ممالک میں بکھر گئی۔ ترکیہ، مشرق وسطیٰ، یورپ، غرض شامی مہاجرین کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ 68 لاکھ ملک کے اندر در بدر ہجرتوں میں رہے۔ 20 لاکھ ٹینٹوں والی خیمہ بستیوں میں۔ 5 لاکھ شہید ہو گئے۔ 40 لاکھ ادلب میں (جہاں سے تحریک اٹھی) مسلسل روسی، اسدی بمباریوں کی زد میں۔ اگست 2013ء میں غوطہ اور دومہ میں خوفناک کیمیائی حملہ جس میں ایک ہزار شہید، ہزاروں زخمی۔ کیمیائی حملے کے مقتولین، وہ بچے بھی جو سانس لینے کی کوشش میں ادھ موئے ہوئے تھے۔ منہ سے اذیت کے مارے جھاگ نکلتی۔ نظر دھندلا جاتی۔ دل کی دھڑکن۔ کم سے کمترین، پھر جھٹکے لگنے لگتے اور موت نجات بن کر اپنی آغوش میں لے لیتی۔

'غوطہ' کے محصور لاکھوں نے یہ خوفناک حملہ سہا، دیکھا۔ وہ بھوکے، روٹی کے منتظر تھے، بچے کھلونوں کا خواب دیکھ رہے تھے جب ان کی معصوم تمناؤں کو سانس کھینچ لینے والی سارین گیس کا تحفہ بشار الاسد نے دیا۔ شام سرسبز و شاداب لہلہاتا، عین اسی طرح مسلم اکثریتی علاقوں کو کھنڈر کر دیا بیرل بموں سے۔ فرق یہ ہے کہ اہل غزہ کا لمحہ لمحہ دنیا نے دیکھا، تڑپے، پوری دنیا مظاہروں میں جت گئی۔ سفاک مغربی پشت پناہ جو کل بشار اور آج نیتن یاہو کے ہمنوا و اتحادی ہیں، آج اپنے عوام کے ہاتھوں دروغِ مصلحت آمیز پر مجبور ہو کر عوام کو جھوٹی تسلیاں دے لیتے ہیں۔ شام کے لیے اس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ شور مچتا

تو قرار دادیں پاس کر کے مسلمانوں کے منہ میں کشمیر، روہنگیا، فلسطین کی طرح زبانی جمع خرچ کا تکا دے دیا جاتا۔

BBC کے مطابق اسدی حکومت کے بڑے مددگار روس، ایران، مغربی طاقتیں اور کئی خلیجی عرب ممالک رہے۔ روس کے فوجی (نیول، ایئر بیس) اڈے موجود رہے جن سے پروازوں نے 'باغیوں' اور عام شہریوں کو نشانے پر رکھا۔ ایران نے ہزاروں مسلح تربیت یافتہ جنگجو اور اربوں ڈالر فراہم کیے۔ ایرانی فوج/جرنیلوں کی قیادت میں لبنان (حزب اللہ)، عراق، یمن، افغانستان (ہزارے) سے لڑاکا قوت مہیا ہوئی۔ امریکہ کی سرکردگی میں گلوبل اتحاد نے 2014ء سے 'شامی ڈیموکریٹک فورسز' کی مدد کو خصوصی فورسز لگائیں (مسلمانوں کو عطا ہونے والی ڈیموکریسی ملاحظہ ہو!) جہادی گروپوں کے خلاف شام کو مضبوط کرنے کے لیے! غزہ، شام کی سرزمین پر انسانوں کو چیتھڑوں میں بدل دو تو ان کا جرم 'جہادی' ہونا ہے اور تمھاری جمہوریت حسین تر ہو جاتی ہے نیتن یاہو، بشار الاسد اور حواریوں کے خون آلود ہاتھوں سے! موجودہ HTS، ہیئت تحریر الشام (شام کی آزادی کی تحریک) جس میں دیگر گیارہ گروپ مزید شامل ہیں، جو مل کر مضبوط مزاحمت کی صورت اٹھی ہے۔ چار سال سے جنگ ختم سمجھی جا رہی تھی اس لیے ترکی کی آشیرباد اور ان کی خاموش پلاننگ سے اٹھنے والی مزاحمت بھونچال کی طرح محسوس کی گئی شام تا مشرق وسطیٰ و مغربی دنیا میں۔ ترکی میں 35 لاکھ شامی مہاجر ہیں خانہ جنگی کی بنا پر۔ لہٰذا اس تحریک میں ترکی کی مدد، پشت پناہی عین متوقع تھی۔ HTS کا لیڈر ابو محمد الجولانی دمشق میں پلا بڑھا۔ امریکی حملے کے بعد عراق میں القاعدہ کے ساتھ رہا۔ شام میں القاعدہ سے مربوط رہا مگر پھر خود کو اس سے الگ کر کے صرف شامی حدود کے لیے اپنا گروپ بنایا۔ مختلف نام بدلتے بالآخر HTS بنی جس کا مقصد شام کو اسد کی جابرانہ حکومت سے آزاد کروانا تھا۔ ایرانی ملیشیائیوں کو ملک سے نکال باہر کرنا اور اسلامی قانون کی حکمرانی (ان کی اپنی تشریحات پر مبنی) لاگو کرنا مقصود تھا۔ الجولانی نے اپنا تاثر قومی سطح پر شام کے سب سے بڑے مسلح گروپ کے سربراہ کا رکھا ہے جس کا کوئی گلوبل ایجنڈا نہیں ہے۔ (القاعدہ سے مختلف ہونا واضح کرنے اور مغرب کو مطمئن کرنے کے لیے)۔ خصوصیت سے اقلیتوں سے حسن سلوک اور حقوق کے تحفظ کی یقین دہانیاں کرواتے رہے ہیں تاکہ ... مغرب سمجھ لے! جولانی نے خود کو بتدریج تبدیل کیا۔ روایتی مغرب دشمن جہادی سے زیادہ قابل قبول انقلابی صورت بنا کر۔

CNN کے مطابق جولانی نے اپنے جہادی حلیے کو مغربی کوٹ اور قمیص سے بدل دیا۔ ادلب میں ٹیکنوکریٹ کی حکومت قائم کرلی، جس پر ان کے گروپ کا کنٹرول تھا۔ خود کو مغربی اور علاقائی قوتوں کے لیے ایک قابل قبول پارٹنر کے طور پر ظاہر کیا۔ ISIS کے خلاف 2023ء میں آپریشن کر کے ان کے بڑے لیڈر ابو حسین الحسینی القریشی کو قتل کیا۔ سی این این کو انٹرویو میں واضح کیا کہ ISIS اور القاعدہ سے روابط ختم کر کے ان تنظیموں کے کارندوں کو اکھیڑ پھینکا۔

جولانی جہاد کا حوالہ دینے سے گریزاں، خود کو صرف انقلابی ظاہر کرتا ہے۔ صرف شام کو اسد کے ظلم کے لیے نجات دہندہ کی حیثیت سے کھڑا ہوا ہے۔ ہیومن رائٹس گروپوں نے HTS کا ادلب میں مخالفین کے ساتھ سلوک پر تشویش کا اظہار کیا۔ مظاہرین کے خلاف، نیز اختلاف رائے رکھنے والوں کو ٹارچر اور بدسلوکی کا نشانہ بنایا۔ یہ سب خود کو شدت پسند تنظیموں سے دوری ثابت کرنے کی سعی ہے اور مغرب/دنیا کے لیے قبولیت۔ اس سب کے باوجود امریکہ نے اس گروپ کو دہشت گرد ہی قرار دیا ہے۔ یہ بتانے کو کہ نام بدلنے کی کوشش ناکام ہے۔ بہرطور HTS ممبران اور انقلابی تحریک تمام تر 'سافٹ امیج' دینے کی کوششوں کے باوجود جذبہ ایمانی سے معمور ہے۔ جس کا اظہار حلب کی دیوار پر لکھے اس جملے میں پوشیدہ ہے! 'میں حلب میں ہوں، میری روح دمشق میں ہے، میرا دل حمص میں اور میری نگاہیں قدس پر جمی ہیں!' عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا۔ ادلب میں سختیاں جھیلتے مجاہدوں کی اٹھان اپنی جگہ مصلحت بینی بھول جایا کرتی ہے۔ پھر وہ تصویر کیا ہو جس میں جولانی کرسی پر بیٹھا یا بٹھایا گیا ہو اور اس کے دونوں اطراف کلمہ لا الٰہ ...... سے مزین جھنڈا لہرا رہا ہو۔ سرزمین شام ہو اپنی درخشاں ماضی کی تاریخ لیے اور حق چھپا رہ سکے؟ ناممکن! پہلے خطاب کے لیے جامع الاموی دمشق کا انتخاب کیا۔ (جہاں 54 سال بعد اذان ظہر اور نماز ادا ہوئی تو الجزیرہ کا رپورٹر رو دیا شدت جذبات سے!) CNN بلک اٹھا اس انتخاب پر کہ جولانی نے نہ ٹی وی سٹوڈیو، نہ خالی شدہ صدارتی محل پہلی تقریر کے لیے منتخب کیا، بلکہ ایک ایسا مقام جو بہت بھاری، اونچی مذہبی حیثیت کا حامل ہے۔ یاد رہے کہ بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی مسجد میں نزول ہے۔ تاہم یہ حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ دمشق کا وہ مینار جسے نورالدین زنگی نے تعمیر کروایا تھا، مقام نزول ہے۔ تاہم اس مسجد میں سیدنا مہدی کی موجودگی کا تذکرہ ضرور ہے۔ CNN کے نک رابرٹسن کا اس مسجد کا تاریخی تناظر میں نوٹس لینا یوں اہم ہے کہ آج کے مسلمان اس مسجد (بلکہ ہر مسجد!) کی اہمیت سے نابلد ہیں مگر گورا جانتا ہے! کہتا ہے '1300 پرانی دنیا کی قدیم ترین مساجد میں سے ایک! یہ ایک پیغام تھا ان سب کے لیے جو اسے قیادت میں آگے لائے۔ ایک چونکا دینے والی رفتار سے!' بشار الاسد کے فرار ہوتے ہی امریکہ نے وسطی شام میں ISIS کے 75 ٹھکانوں پر بھاری جنگی جہازوں سے بمباری کی ہے۔ ساتھ ہی اسرائیل گولان پہاڑیوں کے راستے شام میں گھس آیا۔ 48 گھنٹوں میں 500 دفاعی اہداف پر بمباری کر کے بحری، فضائی قوت اور اسلحے کا مکمل صفایا کر دیا۔ مزید بمباری/پیش قدمی جاری ہے۔ سرزمین شام پر اسرائیلی، روسی، امریکی افواج نئی قیادت اور عالم اسلام کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے! کیا ہونے چلا ہے؟ واللہ اعلم!

❁❁❁

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور، شعبہ سمع و بصر کے معاون عبداللہ واحد کے والد محترم تجمل واحد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0321-4013224

☆ حلقہ ساہیوال، وہاڑی تنظیم کے رفقا محترم خرم شہزاد، عدنان اشرف، زید اشرف اور عاصم اشرف کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0312-4800083

☆ حلقہ کراچی وسطی، سندھ بلوچ سوسائٹی کے ملتزم رفیق جناب فاروق صدیق کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-2200498

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے منفرد رفیق محمد یوسف صدیقی کے تایازاد بھائی وفات پا گئے۔

☆ معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی سعید اللہ شاہ کے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-5009760

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

چارٹر آف ہیومن رائٹس نہیں خطبہ حجۃ الوداع عظیم ہے

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
نائب ناظم رابطہ وقانونی امور تنظیم اسلامی

محترم افضال ریحان ایک قومی روزنامے میں باقاعدگی سے ہفتہ وار کالم لکھتے ہیں۔ ان کا انداز تحریر ماشاء اللہ پختہ ہے اور اپنی بات سلیقے سے قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔ 7 دسمبر 2024ء کو انہوں نے ''ہیومن رائٹس چارٹر اور ہم؟'' کے عنوان سے اپنے کالم میں جہاں اس چارٹر کے بارے میں قارئین کے لیے معلومات فراہم کی ہیں وہاں خوب مبالغہ آرائی سے بھی کام لیا ہے۔ ہم محترم کالم نگار کی خدمت میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے گزارشات پیش کریں گے جو اس چارٹر کے حوالے سے مبالغے پر مبنی ہیں۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں:

''یو این یونیورسل ہیومن رائٹس چارٹر کے متعلق ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اب تک کی انسانی آگہی شعوری ترقی و سربلندی اور انسانی عظمت کی مظہر دستاویز ہے۔''

اس جملے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کالم نگار اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے ''انسانی حقوق کا عالمی منشور'' تقریباً 632ء میں پیش فرمایا تھا جسے بجا طور پر انسانی عظمت کی بحالی کا جامع ضابطہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ بقول عظیم مسلم محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ یہ تاریخ انسانی کا پہلا تحریری دستور تھا۔ یہ صرف ایک دستاویز نہیں تھی بلکہ حضور ﷺ نے اس میں پیش کردہ اصولوں پر ایک عادلانہ نظام قائم کر کے دکھادیا اور پھر ساری انسانیت کو اسے اختیار کرنے کی دعوت دی۔ اس کی گواہی اہل مغرب کے منصف مزاج دانشوروں نے بھی دی ہے۔ اصل فضیلت وہ ہوتی ہے جس کا دشمن بھی اقرار کریں۔ محترم کالم نگاران دانشوروں کی آراء ملاحظہ فرمائیں اور پھر اپنے کالم کو دوبارہ دیکھیں ان پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔ ''بنگالی ہندو انٹرنیشنل کمیونسٹ آرگنائزیشن کے رکن ایم این رائے نے کہا: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب محمد (ﷺ) نے برپا کیا۔'' ''سو بڑے آدمی'' کے امریکی عیسائی مصنف ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کے نزدیک انسانی زندگی کے دو علیحدہ علیحدہ میدان ہیں۔ ایک ہے مذہب، اخلاق اور روحانیت کا میدان، جبکہ ایک ہے تمدن، تہذیب، سیاست اور معاشرت کا میدان، اور ان دونوں میدانوں میں انتہائی کامیاب انسان تاریخ انسانی میں صرف اور صرف ایک ہی ہیں اور وہ ہیں حضرت محمد (ﷺ)۔

ایچ جی ویلز نے حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین (دو بدبخت جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے) سے کہیں زیادہ زہریلے اور ان سے کہیں زیادہ کمینگی والے جملے کہے ہیں۔ لیکن جب اُس نے آنحضور ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کے مندرجہ ذیل الفاظ کا حوالہ دیا ہے تو وہ گھٹنے ٹیک کر خراجِ تحسین پیش کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ((یَا اَیُّھَا النَّاسُ! اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اٰبَاکُمْ وَاحِدٌ، اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا اَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى))(مسند احمد، ح ۲۲۹۷۸)

''لوگو! آگاہ ہو جاؤ، یقیناً تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ خبردار! نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر۔ اور نہ کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر۔ فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔''

ایچ جی ویلز اگرچہ عیسائی ہے، لیکن خطبہ حجۃ الوداع کا حوالہ دینے کے بعد وہ یہ اعتراف کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے اور لکھتا ہے:

''اگرچہ انسانی اخوت، مساوات اور حریت کے وعظ تو دنیا میں پہلے بھی بہت کہے گئے تھے اور ایسے وعظ ہمیں مسیح ناصری کے ہاں بھی بہت ملتے ہیں، لیکن یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محمد (ﷺ) ہی تھے جنہوں نے تاریخ انسانی میں پہلی بار ان اصولوں پر ایک معاشرہ قائم کیا۔'' واقعتاً کسی دشمن کی زبان سے اس سے بڑا خراجِ تحسین ممکن نہیں۔ اس لیے کہ ایچ جی ویلز بدترین دشمن ہے۔ (یاد رہے کہ ایچ جی ویلز کی اس کتاب ''A Concise History of the World'' کے نئے ایڈیشن سے اس عبارت کو نکال دیا گیا ہے)۔

حضور ﷺ نے نہ صرف چارٹر پیش فرمایا بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ چنانچہ دشمنوں کی گواہی سے بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے برپا فرمایا۔ انقلاب محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کا انقلابِ فرانس اور انقلابِ روس سے تقابل کریں تو نظر آتا ہے کہ انقلابِ فرانس میں صرف سیاسی نظام بدلا اور انقلابِ روس میں صرف معاشی نظام تبدیل ہوا لیکن انقلاب محمدی ﷺ میں ہر چیز بدل گئی۔ مذہب بھی بدل گیا، عقائد بھی بدل گئے، رسومات بھی بدل گئیں، سیاسی نظام بھی بدل گیا، معاشی نظام بھی بدل گیا، معاشرت بھی بدل گئی۔ کوئی بھی شے اپنی سابقہ حالت پر قائم نہیں رہی'' (رسول ﷺ انقلاب کا طریق انقلاب از ڈاکٹر اسرار احمدؒ)۔

محترم افضال ریحان اعتراف کرتے ہیں کہ چارٹر آف ہیومن رائٹس کی ''فکری بنیادیں قدیم یونانی تہذیب کے معماران وفلاسفرز کی شعوری بیداری و عرق ریزی میں ہی نہیں رومن تہذیب سے ہوتے ہوئے ماڈرن دور کے عظیم الشان فلاسفرز جان لاک، روسو، کانٹ اور رسل جیسے داناؤں کے انسان نواز فکری نکھار میں ہیں۔''

اس کا مطلب واضح ہے کہ یہ چارٹر انسانی اذہان کی پیداوار ہے۔ جبکہ حضور ﷺ نے جو انسانی منشور پیش فرمایا اس کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے۔ انسان ساختہ فکر اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فکر ونظریہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ایک انسان کسی دوسرے انسان کی فکر کے سامنے نہیں جھکتا بلکہ وہ اپنے خالق ومالک کی عطا کردہ ہدایت پر چلتا ہے۔ یہی شرفِ انسانیت کا تقاضا ہے۔ اسی لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے انسانوں سے خدائی احکام کی تابعداری اور اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی انسانوں کے سامنے کھول کر بیان کی کہ وہ اپنی اطاعت کا مطالبہ اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں۔ ایک آزاد انسان کسی دوسرے انسان کی برتری آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کر سکتا۔ بحیثیت مسلمان ہم انبیاء کی فکر کے وارث ہیں جس کی تکمیل محمد ﷺ پر ہوئی ہے۔

محترم کالم نگار انسانی بھائی چارے کے لیے چارٹر آف ہیومن رائٹس کو بنیاد قرار دیتے ہیں جبکہ قرآن نے ''تمام اہل ایمان کو بھائی قرار دیا ہے۔'' اس کے علاوہ انسانی بھائی چارے کے لیے دعوتِ فکر دی ہے کہ ''ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے'' (الحجرات:13)۔ اس وحدت وبھائی چارے میں دو چیزیں مشترک ہیں، جن کی بنا پر سارے انسانوں کو حقیقی مساوات کے اصول پر جمع کیا جا سکتا ہے۔ ایک ''وحدتِ خالق'' اور دوسری ''وحدتِ آدم وحوا''۔ محترم کالم نگار نے صرف اس چارٹر کی تعریف ہی نہیں کی

بلکہ اس کی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ”ہم نے پوری عالمی برادری کے سامنے اس عہد نامے پر دستخط کر رکھے ہیں کہ بحیثیت قوم و ریاست ہم اس ڈکلیریشن پر عمل درآمد کے پابند رہیں گے۔“ کاش وہ بحیثیت مسلمان اپنے نبی ﷺ کی سیرت سے آگاہی حاصل کرتے اور اس کی اشاعت و تبلیغ میں لگ جاتے تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتے۔ جناب یو این او کے اس چارٹر پر دستخط کر کے آپ اتنے پابند ہو گئے ہیں کہ اس کے خلاف دین و ایمان شقوں کے مبلغ بن گئے ہیں۔ کیا آپ نے اسلام و ایمان کا دعویٰ کر کے یہ عہد نہیں کیا کہ آپ صرف اللہ و رسول ﷺ کے احکام کی پابندی کریں گے اور کسی صورت میں بھی اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے؟ آپ والدین کے حقوق کو جانتے ہوں گے جن کی تاکید اللہ نے اپنے پاک کلام میں فرمائی ہے مگر ان کے بارے میں بھی حد قائم کر دی کہ اگر وہ شرک اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں ہوگی۔ البتہ دنیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک ضرور کیا جائے گا۔ کالم نگار اپنے آپ کو ”درویش“ کہتے ہیں۔ اقبال نے اس طرح کی ”درویشی“ کو عیاری سے تعبیر کیا ہے۔ موصوف اپنے کالم کو نقطہ عروج پر پہنچاتے ہوئے لکھتے ہیں:

”درویش یہ کہہ سکتا ہے کہ آج کی ڈیموکریٹ لبرل سیکولر مہذب دنیا کا ایمان اگر ”ہیومینٹی“ ہے اور اس کا ٹارگٹ عالمی امن، انسانی بہبود اور تعمیر و ترقی کے ذریعے عالمگیر ہیومن سوسائٹی یا برادری کا قیام ہے تو یونیورسل ہیومن رائٹس چارٹر اس کی مقدس ترین دستاویز ہے جس کا نفاذ اور پھیلاؤ، یو این کی ممبر تمام ریاستوں کا اولین فریضہ ہے۔“

یہ ہے کالم نگار کی اصلیت! یعنی مسلمانوں جیسا نام رکھا ہوا ہے اور ایمان ”Humanism“ پر رکھتے ہیں۔ لبرل ازم کے پرستاروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ”باطل دوئی پسند ہے۔ حق لاشریک ہے۔“ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر توبہ و استغفار کریں اور اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں۔ اللہ نے آپ کو تحریر کی صلاحیت سے نوازا ہے۔ اس کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے استعمال کریں اور دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ آئیں مل کر اس کو اسلامی بنائیں۔ یہی اقبال اور قائد کا Vision تھا۔ آخر میں قائد کے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ کے بقول قائد اعظم کا ایک قول آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ شاید کہ

تیرے دل میں اتر جائے میری بات!

”برصغیر کے مسلمانوں کو ایک آزاد وطن سے روشناس کرانے والے قائد اعظم کا خدا پر ایمان اور اصولوں پر یقین ہمارے لیے خوشگوار حیرت کا باعث تھا۔ قائد اعظم بظاہر ان معنوں میں مذہبی رہنما نہ تھے جن معنوں میں عام طور پر ہم مذہبی رہنماؤں کو لیتے ہیں، لیکن مذہب پر اُن کا یقین کامل تھا۔ ایک بار دوا کے اثرات دیکھنے کے لیے ہم ان کے پاس بیٹھے۔ میں نے دیکھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں، لیکن ہم نے بات چیت سے منع کر رکھا تھا، اس لیے الفاظ لبوں پر آ کر رک جاتے ہیں۔ اس ذہنی کشمکش سے نجات دلانے کے لیے ہم نے خود انہیں دعوت دی تو وہ بولے: ”تم جانتے ہو، جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں، تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے۔ اس کی پہاڑیوں، ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔ انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔ قومیں نیک نیتی، دیانت داری، اچھے اعمال اور نظم و ضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں، منافقت، زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں۔“

ڈاکٹر ریاض علی شاہ کی یادداشت کا یہ اقتباس روزنامہ ”جنگ“ نے اپنی 11 ستمبر 1988ء کی ایک خصوصی اشاعت میں شائع کیا تھا، جس میں قائد اعظم نے پاکستان کے مستقبل کا پورا خاکہ اہلِ پاکستان کے سامنے رکھ دیا ہے۔

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(5 تا 9 دسمبر 2024ء)

جمعرات 5 دسمبر: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ سہ پہر کو شعبہ نظامت اور شام کو شعبہ قانونی، انتظامی و رابطہ امور کے اجلاس کی صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 06 دسمبر: صبح کو شعبہ نظامت کے ایک اجلاس کی صدارت کی۔ دوپہر کو حلقہ پنجاب جنوبی کے دعوتی دورہ کے لیے ملتان روانگی ہوئی۔ بعد نماز عشاء سالانہ اجتماع 2024ء کے ناظمین و معاونین کے ساتھ نشست کی صدارت کی۔ قیمتی تبصروں اور مشوروں کے حصول کا موقع ملا۔

ہفتہ 07 دسمبر: قرآن اکیڈمی ملتان، آفیسرز کالونی کی مسجد میں بعد نماز فجر ”تنظیم اسلامی کی دعوت“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ صبح بہاول پور روانگی ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں ”نبی کریم ﷺ کا مقصد بعثت“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ دوپہر کو مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور کا دورہ کیا۔ تعمیراتی کام کا مشاہدہ کیا اور تفصیلات سے آگاہی حاصل کی۔ سالانہ اجتماع 2024ء کے سلسلہ میں بہاولپور سے تعلق رکھنے والے ناظمین و معاونین کے ساتھ ملاقات رہی۔ شام کو حلقہ سکھر کے دعوتی دورہ کے لیے رحیم یار خان روانگی ہوئی۔

اتوار 08 دسمبر: دن کو مسجد الشفا، رحیم یار خان میں ائمہ مساجد اور علماء کرام سے ملاقات کی۔ مشترکات، انسدادِ منکرات اور پاکستان میں نفاذ دین کے حوالہ سے گفتگو رہی۔ بعد ازاں چند ڈاکٹرز اور اساتذہ کرام سے ملاقات رہی جس میں تعلیم و تعلم قرآن اور دعوت دین کے موضوع پر گفتگو رہی۔ بعد نماز ظہر ایک پبلک لائبریری میں ”قرآن کریم --- کتاب ہدایت و انقلاب“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام کو صادق آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ بعد نماز مغرب تعلیمی اداروں کے چند ذمہ داران اور احباب سے ملاقات کی جس میں سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام تھا۔ بعد نماز عشاء ایک بینکوئیٹ میں ”قرآن کریم --- کتاب ہدایت و انقلاب“ کے موضوع پر خطاب کیا۔

پیر 09 دسمبر: صبح سکھر کے لیے روانگی ہوئی۔ دن کو ایک قدیم دینی درس گاہ کے مہتمم صاحب سے ملاقات رہی۔ مشترکات، انسدادِ منکرات اور پاکستان میں نفاذ دین کے موضوع پر گفتگو رہی۔ بعد نماز ظہر معروف مکی مسجد میں ”قرآن کریم --- کتاب ہدایت و انقلاب“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام کو کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔ دوران سفر کچھ دیر قرآن اکیڈمی، حیدر آباد میں قیام کیا۔ رات گئے کراچی آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیئے۔ قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کروائیں۔

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

• تحریک مزاحمت (حماس) کے ترجمان ڈاکٹر خالد القدومی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہمیں امت کی تمام تر کوششوں کو آپس میں اتحاد کی جانب متوجہ کرنا چاہیے اور امت کے مشترکہ دشمن یعنی غاصب صہیونی اسرائیل کا مقابلہ کرنا چاہیے، جو گزشتہ ایک سال اور دو ماہ سے غزہ میں خواتین، بچوں اور بوڑھوں کا مسلسل قتل عام کر رہا ہے۔ مسجد اقصیٰ کی حفاظت پوری امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جنگ صرف فلسطینیوں اور حماس کے خلاف نہیں بلکہ حق اور باطل کے درمیان ایک معرکہ ہے۔

• خان یونس کے علاقے مواصی میں ایک ہی دن میں دو مرتبہ قابض صہیونی فوج کے وحشیانہ حملوں میں کئی افراد شہید اور متعدد زخمی ہو گئے جنہوں نے پناہ گزین خیموں میں پناہ لے رکھی تھی۔ اس کے علاوہ قابض فوج نے کمال عدوان اسپتال کے قریب ایک ایمبولینس پر گولیاں برسائیں، جو کہ زخمیوں کو بچانے اور انسانیت کی خدمت میں مصروف تھی۔ یہ اقدام نہ صرف عالمی قوانین بلکہ اخلاقی اصولوں کی بھی صریح خلاف ورزی ہے۔

• القسام بریگیڈز نے صہیونی فوجیوں کے خلاف ایک مربوط گھات کی ویڈیو جاری کی ہے۔ اس آپریشن میں قابض افواج اور ان کی گاڑیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ گھات رفح کے مشرق میں حی الجنینہ کے علاقے میں برج عوض چوراہے کے قریب انجام دی گئی۔

• تحریک مزاحمت (حماس) کے اعلیٰ سطحی وفد کے قاہرہ میں اہم مذاکرات کا اختتام ہو گیا، جہاں وفد نے الفتح کے ساتھ غزہ کی پٹی کے انتظام کے لیے ایک مشترکہ کمیٹی کی تشکیل پر تفصیلی بات چیت کی۔ یہ اقدامات قومی وحدت کے حصول اور تقسیم کے خاتمے کے لیے طے شدہ معاہدوں پر عملدرآمد کے تناظر میں کیے جا رہے ہیں۔ حماس نے مصری حکام کی جانب سے پیش کردہ تجویز کی حمایت کا اعلان کیا ہے، جس کے تحت ایک قومی سطح پر متفقہ طریقہ کار کے ذریعے سماجی معاونت کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔

• تحریک مزاحمت (حماس) نے شام میں بشار الاسد کی حکومت کے خاتمے کو خوش آئند قرار دیا ہے اور ہیئت التحریر الشام کے سربراہ ابو محمد الجولانی سے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ شام کی نئی حکومت مسجد اقصیٰ کی حفاظت، غزہ کے مسلمانوں کی مدد اور قضیہ فلسطین کے منصفانہ حل کے لیے عملی اقدامات اُٹھائے گی۔ یاد رہے کہ بشار الاسد کی حکومت کا 8 دسمبر 2024ء کو خاتمہ ہو گیا تھا اور سابق شامی صدر نے روس میں سیاسی پناہ حاصل کر لی ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

• **شام: 3 ہوائی اڈوں پر حملے:** شام میں بشار الاسد کی حکومت کے خاتمے کے بعد اسرائیل نے کم از کم تین شامی ائیر بیسز کو نشانہ بنایا۔ شمالی شام میں تمثیلی ائیر بیس، حمص کے مضافات میں شارہ بیس اور جنوبی شام میں اقربا ائیر پورٹ کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ امریکی سینٹرل کمانڈ کے مطابق داعش کے رہنماؤں، عسکریت پسندوں اور ٹھکانوں پر بمباری کی گئی ہے، اس کارروائی میں بوئنگ B-52 اور F-15 سمیت جنگی طیاروں نے حصہ لیا۔

• **سعودی عرب: برطانوی وزیر اعظم کی ولی عہد سے ملاقات:** سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے برطانوی وزیر اعظم کیئر سٹارمر کا استقبال کیا۔ دونوں ممالک نے دوطرفہ دلچسپی کے امور اور مشرقِ وسطیٰ کی تازہ صورتِ حال پر گفتگو کی۔

• **پاکستان: راز چرانے کے لیے روسی ہیکرز کا پاکستانی سرورز پر حملہ:** دنیا کی معروف ٹیکنالوجی کمپنی مائیکروسافٹ نے دعویٰ کیا ہے کہ روس سے منسلک یاڈوانس پرسسٹینٹ تھریٹ (اے پی ٹی) گروپ ٹورلا نے بھارت اور افغانستان کے راز چرانے کے لیے پاکستانی سرورز کمانڈ اینڈ کنٹرول (C2) سرورز میں دراندازی کی، جو پاکستان میں قائم ہیکنگ گروپ Storm-0156 سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی دوسرے گروپ کے آپریشنز تک رسائی کے لیے دسمبر 2022ء سے کی جانے والی یہ سرگرمیاں ٹورلا کے اسٹریٹجک نقطہ نظر کو واضح کرتی ہیں۔

• **ترکیہ: 2 ہیلی کاپٹر آپس میں ٹکرا گئے:** ترکیہ کے جنوب مغربی علاقے اسپارٹا میں دو فوجی ہیلی کاپٹر تربیتی پرواز کے دوران فضا میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے جس کے نتیجے میں 6 فوجی جاں بحق اور ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا تاہم دوسرے ہیلی کاپٹر کو بحفاظت زمین پر اتار لیا گیا۔ ہلاک ہونے والے فوجی تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر میں سوار تھے۔

• **ایران: ایران نیوکلیئر پاور بن رہا ہے؟ امریکہ کے تہلکہ خیز انکشافات:** ایران کے نیوکلیئر پروگرام سے متعلق امریکا کی ایک تازہ ترین رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ امریکی انٹیلی جنس کے اندازوں کے مطابق، اسرائیل کی جانب سے نئے حملوں اور مغرب کی اضافی پابندیوں کا جواب تہران نیوکلیئر پابندی کی حد عبور کرنے کے مزید قریب جانے کی صورت میں دے گا۔ جولائی کے بعد سے ایران نے اپنے یورینیم کے 20 فی صد اور 60 فی صد افزودہ ذخائر میں اضافہ جاری رکھا ہوا ہے اور وہ جدید سینٹری فیوجز بڑی تعداد میں بنا بھی رہا ہے اور انہیں استعمال بھی کر رہا ہے۔

حجاب کا نیا قانون منظور: ایرانی پارلیمنٹ نے حجاب اور عفت بل کے نام سے ایک نئے قانون کی منظوری دی ہے، جس کے تحت خواتین کے لیے حجاب پہننا ضروری ہے اور ایسا نہ کرنے والوں کے لیے سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

• **سوڈان: مسجد پر فوج کی بمباری:** انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف سرگرم ایمرجنسی لائیرز کی رپورٹس کے مطابق سوڈانی فوج نے شمالی خرطوم میں مسجد پر بمباری کر کے 7 شہریوں کو اُس وقت شہید کر دیا جب وہ نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے۔

• **اردن: نیٹو نے اپنا دفتر کھولنے کا اعلان کر دیا:** نیٹو کے نئے سربراہ مارک روٹے نے اردن کے دارالحکومت عمان میں اپنا دفتر کھولنے کا اعلان کیا ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Either Watch The Footage Of Dead Kids In Gaza Or Stop Supporting Israel

If you have not spent the past 14 months watching all the footage of dead and mutilated children coming out of Gaza, then you have no business trying to defend Israel and its actions. If you are avoiding looking at the facts, then you have no business talking about them.

(By: Caitlin Johnstone)

If you have not spent the past 14 months watching all the footage of dead and mutilated children coming out of Gaza, then you have no business trying to defend Israel and its actions. If you are avoiding looking at the facts, then you have no business talking about them.

Everyone who has spent these past 14 months bringing their attention to the concrete realities of the nightmare in Gaza has been living in an entirely different world than everyone who has not. A darker world. An uglier world. A world where living monsters prowl the earth.

Their dreams are worse. Their insides feel different. They experience the day to day moments of life in a whole other way.

The opinions of such a person about what is happening in Gaza do not have the same value as the opinions of someone who has avoided looking at these things. Someone who has not been watching the videos, looking at the photos, seeing the blown-out, burnt-up bodies, listening to the screaming children, reading the harrowing stories, is not equal in their ability to form lucid assessments about Gaza to someone who has. Their opinions have no merit, and their words on the subject can be dismissed.

Someone who supports Israel's butchery in Gaza but has not spent the last 14 months bearing witness to the daily deluge of footage showing what that support entails is someone whose position is held together by psychological compartmentalization. They are only able to maintain their view of Israel and Palestine because they've been avoiding looking at the raw evidence of exactly what their position means. They're like someone who eats meat but avoids learning about the harsh realities behind how it got to their dinner plate, because they know if they learned the truth about factory farming and saw how livestock are treated in our civilization it would reduce their ability to enjoy their favorite meals. Except with human beings instead of animals.

If you are only able to hold your worldview together by refusing to face the facts about it, then your worldview is garbage and your opinions suck. If you've been avoiding looking at what's happening to people in Gaza while justifying all the death and destruction with some gibberish about human shields and October 7, then everything that comes out of your mouth about this issue is a lie, because it is only made possible by your own untruthful relationship with reality.

If you don't want to face reality, then stop sharing your opinions about it. If you want to hide your head in the sand and dissociate from what's really being done in your name then at least have the decency to shut up and spend your time in your fantasy land like a normal escapism addict. Stop annoying people by babbling about a subject that you cannot even bring yourself to deeply reckon with.

Courtesy:

https://caitlinjohnstone.com.au/2024/12/04/either-watch-the-footage-of-dead-kids-in-gaza-or-stop-supporting-israel/

About the author: Caitlin Johnstone is a collaborative writer, with her tracts geared toward awakening human consciousness on the genocide in Gaza.

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.48

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore